مرشدِ برحق حضور تاج الشریعہ قدست اسرارہم کی حیات و خدمات کے حوالے سے
ملک کے مختلف رسائل و کتب میں شائع شدہ مصنف کے چند مضامین کا مجموعہ

حیاتِ تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش

از قلم

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء، مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور، اتراکھنڈ

تقریظ منیر

شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد عسجد رضا خاں صاحب دامت معالیہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ کی حیات اور کارناموں سے متعلق چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں اور رسائل منظر عام پر آئے اور پہلے عرس کے موقع پر ہندو بیرون ہند سے بہت سی کتابیں، رسائل اور نمبرات اشاعت کو تیار ہیں۔

زیر نظر رسالہ ''حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو حضرت مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی زید مجدہ نے تحریر کیا، موصوف جماعت اہل سنت کے ایک باصلاحیت اور ذمہ دار مفتی ہیں اور ایک عرصہ سے نوری دارالافتاء کاشی پور میں لوگوں کی دینی رہنمائی اور مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمت دین کو قبول فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم۔

محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

بریلی شریف

۹ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ

المکتبۃ الازہریۃ فیض آباد

AL-MAKTABA AL-AZHARIYA

Farooqi Market, 51 Mughalpura, Haidarganj Road
Distt. Faizabad, U.P. Pin No.: 224001 (India)
Mob. : 8318177138

مرشد برحق حضور تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی حیات وخدمات کے حوالے سے ملک کے مختلف رسائل وکتب میں شائع شدہ مصنف کے چند مضامین کا مجموعہ

حیات
تاج الشریعہ
کے تابندہ نقوش

از قلم: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

تفصیلات

کتاب: حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش

مصنف: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

خلیفہ حضور تاج الشریعہ

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

رابطہ: نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

ای میل: nooridarulifta786@gmail.com

موبائل: 9719620137.9759522786

صفحات: 120

ملنے کے پتے

الفلاح ریسرچ فاؤنڈیشن دہلی

مکتبہ نعیمیہ دہلی

مکتبہ نعیمیہ مرادآباد جامعہ نعیمیہ مرادآباد

تاج الشریعہ بک ڈپو، نزد مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

فہرست کتاب

انتساب

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

اس وقت ہندوپاک میں کچھ گندم نما جوفروش ،نام نہاد سنی ،رفض زدہ صوفی،ہوس پرست پیر وملا، جعلی سید محبت اہل بیت اور حب علی کی آڑ میں اصحاب رسول اللہ خاص کر حضرت امیر معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تقدس مآب بار گاہوں میں طعن وتشنیع ،زبان درازی، تبرابازی اور گستاخی کرتے پھر رہے ہیں۔اللہ انہیں ہدایت عطافرمائے اوراگر ہدایت نصیب نہ ہوتو مولیٰ دنیاوآخرت میں انہیں خوب ذلیل ورسوافرمائے۔

اسی تناظر میں فقیراپنی اس کاوش کوجملہ صحابہ کرام خصوصاً

حضرت سیدناصدیق اکبر،حضرت سیدنا عمرفاروق اعظم،حضرت سیدناعثمان غنی،حضرت سیدنامولیٰ علی اور حضرت کاتب وحی رسول امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاکیزہ ومقدس بار گاہوں سے منسوب ومعنون کرتاہے۔اللہ پاک مجھے اور میرے اہل خانہ کو احباب واعزاکو صحابہ کرام کاصدقہ عطافرمائے۔اور تادم آخر اصحاب واہل بیت رسول اللہ کی محبت دلوں میں قائم رکھے۔ان کے طریقہ وروش کواپنانے کی توفیق بخشے اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء کاسچاعامل بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

یکے از شیدایان اصحاب مصطفیٰ واہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولوالدیہ

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

مرشد برحق حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی وقار اہل سنت کے لیے یقیناً کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ مکمل زندگی مذہب و مسلک کی خدمت میں گزاری۔ عشق مصطفیٰ ورثہ میں اس قدر ملا تھا کہ زندگی بھر تقسیم فرماتے رہے کم نہ ہوا بلکہ دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ علمی میراث بھی آباواجداد سے اتنی پائی کہ ہر کس وناکس عام وخاص کو زندگی بھر بانٹا کئے لیکن کمی نہ ہوئی بلکہ واللہ یضعف لمن یشاء کے صدقے علمی فیضان بڑھتا ہی گیا۔ تفقہ، تصلب، تشرع، تقوی، تورع، اخلاص، اخلاق، تکلم،

تبسم، جلال، جمال، شفقت، مروت، سخاوت، قیادت، امامت، نظامت، خطابت، بلاغت، فصاحت، عبادت، ریاضت، شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، کرامت، ادب، کون ساوصف محمودو مباح تھا جس کے آپ حامل نہ تھے۔ دور حاضر میں بلامبالغہ آپ جیسی شخصیت عنقا ہے۔ آپ جیسی شخصیت کے لیے ہی یہ مصرعہ مشہور ہے اورآپ پر مکمل منطبق ع

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

زیر نظر کتاب "حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش" پیرومرشد مرشد ربانی حضور تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی حیات وخدمات کے حوالے سے فقیر کے لکھے ہوئے ان چند مقالات ومضامین کا مجموعہ ہے جو ملک کے مشہور رسائل میں شائع ہوئے۔ بعض احباب کے حکم کی تعمیل میں ان مضامین کو کتابی شکل دی ہے۔ تاج الشریعہ کے پہلے عرس کے موقع پر ان شاء اللہ یہ کتاب منظر عام پر ہوگی۔ پیرومرشد کے پہلے عرس کے موقع پر فقیر کی جانب سے یہ حقیر سانذرانہ پیرومرشد کو نذر ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے عزوشرف

تاج الشریعہ ولادت سے وصال تک

حیات وخدمات

خاندان:

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان قدس سرہ کا خاندان عالم اسلام میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اسی خاندان کی ایک مقدس کڑی کو زمانہ مرشد برحق حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خان نور اللہ مرقدہ کے حوالے سے جانتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے تین صاحبزادے ہوئے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں قدس سرہ اور منجھلے صاحبزادے محمود رضا خاں علیہ الرحمہ جو ولادت کے چند ماہ بعد ہی وصال فرما گئے۔ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ۔

حضور حجۃ الاسلام کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور مفتی اعظم ہند کے گھر ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں ہوئیں۔ حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں معروف بہ جیلانی میاں کا نکاح مفتی اعظم ہند کی عفت مآب صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا جن کے یہاں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی ولادت ہوئی۔ ہم یہاں اپنے عنوان کے مطابق تاج الشریعہ کی حیات وخدمات کے حوالے سے اجمالی خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ولادت باسعادت: ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/ مئی ۱۹۴۳ء کو تاج الشریعہ کے جد کریم حجۃ الاسلام کا وصال ہوا۔ اور ٹھیک چھٹے مہینے میں ۲۴/ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ

۲۳ر نومبر ۱۹۴۳ء کو آپ کے آبائی مکان محلہ سوداگران بریلی شریف میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

اسم گرامی:

اصل نام" محمد "رکھا گیااوراسی نام پر عقیقہ ہوا۔اہل خاندان نے" محمد اسماعیل رضا"نام تجویز کیااور عرفی نام" اختر رضا" رکھا گیا۔ عوام میں آپ" ازہری میاں "اورخواص میں "تاج الشریعہ "کے لقب سے مشہور ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

چارسال چارماہ چاردن کی عمرشریف میں نانامحترم کے ذریعہ رسم بسم اللہ خوانی ادا ہوئی۔والدین خاص کر نانا جان مفتی اعظم ہند کی آغوش محبت میں تربیت پائی۔اردو کی ابتدائی کتابیں والدماجد سے پڑھیں۔

ناظرہ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے مکمل کیا۔نانامحترم کی بارگاہ سے اسباق شرع اوردروس تصوف وسلوک کی تکمیل فرمائی۔ عصری علوم کے لیے ۱۹۵۲ء میں بریلی کے فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیااورعلوم عصریہ کی تحصیل فرمائی۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم جدکریم حضوراعلیٰ حضرت کے قائم کردہ مدرسہ "منظر اسلام"میں حاصل کی اور ۱۹۶۲ء میں دستاروسندسے نوازے گئے۔بعد فراغت ۱۹۶۳ء میں اساتذہ کے مشورہ پر آپ کے والدماجدنے آپ کو جامعہ ازہر مصر بھیج دیا۔جہاں آپ نے عربی ادب اور دیگر علوم اسلامیہ پر عبورحاصل کیا۔اوریونیورسٹی میں اول پوزیشن پائی۔ اوراپنی عمدہ ونمایاں کارکردگی اور تعلیم میں امتیازی حیثیت پانے کے سبب مصر کے صدرجناب کرنل جمال عبدالناصر مصری ہاتھوں ایوارڈپایا۔جامعہ ازہر میں تعلیم کے دوران ۱۹۶۵ء کو آپ کے والد گرامی قدس سرہ کاوصال ہو گیامگر آپ اپنی تعلیمی مصروفیات کے سبب والد گرامی کے جنازے میں شرکت نہ

فرماسکے۔۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر سے تعلیم مکمل فرماکے اپنے وطن عزیزہندوستان مراجعت فرمائی۔

اساتذہ کرام: نانامحترم اوروالدماجد کے علاوہ مفتی افضل حسین مونگیری اورہندی ومصری کئی نامور علماسے آپ نے تعلیم حاصل کی۔

تدریسی خدمات:

۱۹۶۷ءسے آپ نے باضابطہ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا۔منظر اسلام میں قریب گیارہ سال تک مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دی اور پھر۱۹۷۸ء میں صدرالمدرسین منتخب کئے گئے۔اور پھراس کے بعد ذاتی ومذہبی مصروفیات اور مسلسل ملک وبیرون ملک تبلیغی دوروں کے سبب تدریسی خدمات سے دوری اختیار کرنی پڑی۔البتہ گاہے بگاہے علماوطلبا کو کبھی دولت خانہ پر کبھی اپنے آباد کردہ مدرسہ ''جامعۃ الرضا''میں مختلف علوم وفنون کی کتب خاص کادرس دیتے رہے۔اوریہ سلسلہ آخری وقت جاری رہا۔ہندوبیرون ہندکے بے شمارناموروشاہیر علماوفضلانے آپ کی بار گاہ سے اکتساب علم کیا۔

تبحر علمی:

علوم مروجہ میں اپنے دورمیں اپنی مثال آپ تھے۔عربی ادب میں بلاکی مہارت حاصل تھی۔عربی بولتے توسامع کواندازہ کرنامشکل ہوتاکہ آپ عجم سے ہیں یاعرب سے۔تفقہ فی الدین میں علمائے اہل سنت میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔فن تفسیر واصول تفسیر،حدیث واصول حدیث،منطق،

فلسفہ،کلام،مناظرہ ،ہیئت،توقیت،میراث میں یکتائے روزگار تھے۔عروض وقوافی،جفرواعداد،تجوید وقرأت الغرض مروجہ سارے علوم میں یدطولیٰ حاصل تھا۔یہ

کہنا بے جانہ ہو گا کہ مذہبی علوم وفنون میں اپنے جد امجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے عکس جمیل تھے۔

بیعت وخلافت:

بچپن ہی میں ناناحضور سے شرف بیعت حاصل ہو گیا تھا۔۱۵ / جنوری ۱۹۶۲ء کو منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں ہندوستان کے مشاہیر علماومشائخ کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت عطافرماکر اپنی جانشینی عطافرمائی۔علاوہ ازیں حضوراحسن العلماحضرت سید حسن میاں برکاتی سید العلماحضرت سید آل مصطفیٰ برکاتی سجاد گان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور برہان ملت حضور برہان الحق جبل پوری علیہم الرحمہ سے بھی جملہ سلاسل کی اجازت وخلاف حاصل ہوئی۔

رشتہ ازدواج:

۳/ نومبر ۱۹۶۸ء میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی استاذ زمن علامہ حسن رضاخاں کی پوتی علامہ حسنین رضاخاں کی دختر نیک اختر کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔

اولاد:

آپ کے یہاں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔

علامہ عسجد رضاخاں:

آپ کے صاحبزادے علامہ محمد منور رضا محامد معروف بہ محمد عسجد رضاخاں آپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔

۱۴/ شعبان ۱۳۹۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ جد کریم حضور مفتی اعظم ہند نے تحنیک فرمائی۔اوروقت مقررہ پر بسم اللہ کی رسم بھی مفتی اعظم ہند نے ہی ادافرمائی۔اور بچپن ہی میں شرف بیعت سے بھی نوازا۔ اسلامیہ انٹر کالج سے عصری تعلیم کی تحصیل فرمائی۔اورابتدائی تعلیم والدماجد اوروالدہ ماجدہ اور مرکزی دارالافتاء کے اساتذہ سے حاصل کی۔درس نظامی کی اکثر کتابیں والدماجد کے علاوہ علامہ تحسین ملت تحسین رضاخاں کی

بارگاہ میں پڑھیں۔ فقہ، اصول فقہ، حدیث واصول حدیث، افتاوغیرہ سے متعلق اہم کتابیں والدماجد نے پڑھائیں۔

۲۰۰۱ء میں عرس رضوی میں جامعۃ الرضا کے اجلاس میں شہزادہ صدرالشریعہ حضرت علامہ ضیاء المصطفی محدث کبیر نے ختم بخاری کی رسم ادافرمائی اوروالدماجد کے علاوہ بہت سے نامورومشاہیر علماومشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ ۲۰۰۳ء سے آپ نے فتوی نویسی کا آغاز فرمایااور پہلا فتوی رضاعت کے حوالے سے لکھ کر والدماجد کو دکھایاجس سے خوش ہو کروالدماجد تاج الشریعہ نے مٹھائی تقسیم کرائی۔ عرس رضوی ۲۰۰۶ء میں جامعۃ الرضا کے جلسہ میں والدماجد نے برسرمنبر علماومشائخ کی موجودگی میں آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایااوراپنی جانشینی عطافرمائی۔ کچھ دنوں جامعۃ الرضامیں تدریسی خدمات انجام دیں مگروالدماجد کے تبلیغی دوروں میں ساتھ جانے کے سبب اس طرف خاص توجہ نہ فرماسکے۔ استاذزمن کی پوتی حضرت امین شریعت کی عفت مآب بیٹی سے ۱۹۹۱ء میں آپ کا نکاح ہوا۔ جن سے آپ کے دوبیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ آپ بہت سی تنظیمات وتحریکات سے وابستہ ہیں۔ تصلب فی الدین میں والد ماجد کے پرتو جمیل ہیں۔ امسال جامعۃ الرضامیں شرعی کونسل آف انڈیاکے زیراہتمام سولھویں فقہی سیمنیار میں حضور محدث کبیر اور بہت سے اکابرعلماکی موجودگی میں قاضی القضاۃ فی الہند مقرر ہوئے۔ پہلے تبلیغی دورے والدماجد کے ساتھ کرتے تھے مگروالدماجد کے وصال کے بعد تبلیغی دوروں کی ساری ذمہ داری آپ کے کاندھے پر آگئی ہے۔ سال کا کوئی مہینہ مہینہ کا کوئی دن شاید ہی خالی ہو۔ اللہ پاک یوں ہی آپ کو ترقیاں عطافرمائے۔ اوراہل سنت کو آپ کے ذریعہ خوب خوب مستفیض فرمائے۔

فتوی نویسی:

تاج الشریعہ کی فتوی نویسی علماوفقہامیں ایک مثال ہے۔ ۱۹۶۶ء سے باضابطہ فتوی نویسی کی شروعات کی۔ پہلا فتوی مدینہ منورہ سے طلاق ومیراث سے متعلق آئے ہوئے ایک استفتا کے

جواب میں تحریر فرمایا۔ مفتی افضل حسین مونگیری نے دیکھا تو تعریفی انداز میں حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ نانا حضور کو دکھایئے آپ نے وہ فتوی جب حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے ملاحظہ فرماکر خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ فتوی لکھ کر مجھے دکھادیا کرو اس کے بعد آپ فتوی لکھتے اور نانا حضور کو بغرض اصلاح پیش کرتے جس پر حضور مفتی اعظم ہند تصدیقی مہر ثبت فرمادیتے۔اس طرح آپ نے فتوی نویسی میں عبور حاصل کرلیا۔ معتبر ذرائع کے مطابق آپ کے فتاوی کے اسی سے زائد رجسٹر موجود ہیں۔ آپ نے اردو، عربی ،فارسی اور انگریزی چار زبانوں میں فتاوی تحریر فرمائے۔انگریزی فتوے کی دو جلدیں منظر عام پر بھی ہیں۔اور اردو، عربی فارسی فتاوی کی ابھی ماضی قریب میں دو جلدیں بنام فتاوی ازہریہ'' شائع ہوئی ہیں ۔آپ کے فتاوی آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ، آثار صحابہ،عبارات فقہانصوص علماواسلاف سے مزین ہوتے تھے۔جو لکھا مدلل لکھا۔اور خوب لکھا۔

زیارت حرمین شریفین:

۱۹۸۳ء۔۱۹۸۵ء۔۱۹۸۶ء۔۲۰۰۸ء۔۲۰۰۹ء۔۲۰۱۰ء۔ان سالوں میں چھ بار سفر حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔اور بے شمار عمرے ادا فرمائے۔

تحریکات، تنظیمات، تعمیرات:

ملک وبیرون ملک بہت سی تحریکات میں حصہ لیا۔ تحریک جماعت رضائے مصطفیٰ کی دنیا بھر میں بہت سی شاخیں قائم فرمائیں۔اور اسی کی سرپرستی فرماتے ہوئے اس کے زیر اہتمام بہت سی خدمات انجام دیں ۔ مجلس شرعی مبارکپور اور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما ممبئ کے صدارت عظمی کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔۱۹۸۰ء میں مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کی بنیاد ڈالی۔۲۰۰۰ء میں ادارہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف کا افتتاح فرمایا۔۲۰۰۳ء میں

آپ کے ہاتھوں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا قیام عمل میں آیا۔ ملک وبیرون ملک بہت سی تحریکات وتنظیمات مدارس کی سرپرستی فرمائی۔ اور بہت سی مساجدومدارس کی بنیاد ڈالی۔

تبلیغی دورے:

بچپن میں حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ جلسوں، کانفرنسوں میں شرکت فرمائی اور بعدہ خود مصروف تبلیغ ہوگئے۔ ہندوبیرون ہند بچپن سے وصال سے کچھ ایام قبل تک لاکھوں دورے فرمائے۔ فقہی سیمناروں میں بھی خوب شرکت فرمائی۔ البتہ دنیاوی سیاسی جلسوں سے بالکلیہ اجتناب فرمایا۔ خالص مذہبی ومسلکی، مشربی وفقہی جلسوں، کانفرنسوں، عرسوں اور سیمناروں ہی میں شریک ہوئے۔

تصلب فی الدین:

دور حاضر میں دینی تصلب میں آپ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس دور فتن میں جہاں فتوی پر عمل کرنا مشکل امر ہے وہاں تقوی پر عامل ہونا یقیناً بڑی کرامت ہے۔ آپ تصلب فی الدین میں اپنے آباواجداد کے مظہر اتم تھے۔ فوٹوگرافی سے سخت متنفر اور بیزار تھے۔ اگر کہیں کسی جلسہ میں کسی نے چھپ کر تصویر لے لی اور اخبار میں شائع کرادی تو دوسرے دن شائع کنندہ حضرات کا معافی نامہ بھی شائع ہوتا تھا۔ محتاط اس قدر کہ جس کے بارے میں سن بھی لیا کہ بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے اس سے قطع تعلق کرلیا۔ بڑی بڑی تنظیموں، کی سرپرستی صرف اس لیے ٹھکرادی کہ وہاں مسلکی تشخص مجروح ہوتا محسوس ہوتا تھا۔ صرف وہابیت ونجدیت کے ہی نہیں بلکہ صلح کلیت کے بھی سخت خلاف تھے بلکہ اکثر تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ اس دور میں سب سے بڑا فتنہ صلح کلیت ہے۔ دینی مسائل میں ذراسی بے احتیاطی بھی پسند نہیں تھی۔ مذہب ومسلک کے معاملہ میں کسی سے کسی طرح کا کوئی سمجھوتہ

روا نہیں رکھتے تھے۔ اپنا ہو یا بیگانہ عالم ہو یا عامی مسلکی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ الحاصل تصلب فی الدین میں اپنی مثال آپ تھے۔

خصائص:

اللہ پاک کی عطاکردہ بہت سی خصوصیات کے حامل تھے۔ اخلاق نبوی کے مظہر، خلوص کے پیکر، ملنسار، منکسر المزاج، ریاکاری اورنام ونمود سے بیزار، غربا پروری ،اصاغر نوازی اور خدمت خلق میں اسلاف کا نمونہ کامل، اہل سنت کے لیے رحماء بینھم اور کفار کے لیے اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر، جلال ایسا کہ کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے جمال ایسا کہ آنکھیں جھکنے کا نام نہ لیں ۔ چہرہ ایسا نورانی ودیدہ زیب کہ جو دیکھے دیکھتا ہی رہ جائے۔ تبسم ریزی پر غمزدوں کے دکھ، درد اور غم دور ہوتے نظر آئیں تو اشک ریزی ایسی کہ دیوانوں کے کلیجے باہر نکلنے کو تیار ہوں۔ بول میٹھے، اور اس قدر کہ جو سنے بارگاہ سے چپک ہی جائے۔ انداز تکلم اعتدال اور سنجیدگی سے مزین۔ پاکبازی وپارسائی ایسی کہ زمانہ مثال دے۔

مضمون نگاری:

ابتدائی دور میں آپ نے خوب مضمون نگاری فرمائی۔ ہندوستان کے مشہور رسائل وجرائد میں آپ کے بیش قیمتی مضامین ومقالات شائع ہوتے تھے۔ اگر وہ سب یکجا کئے جائیں تو کئی ضخیم مجلد تیار ہو جائیں۔

۱۹۸۳ء میں خود ایک ماہنامہ بنام سنی دنیا کا اجرا فرمایا جس میں مستقل طور پر باب الاستفتا کی ذمہ داری خود قبول فرمائی۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں آپ کے مضامین کے علاوہ فتاوی بھی شائع ہوتے تھے۔

تصنیفات وتالیفات:

ساٹھ سے زیادہ اردواور عربی کتابیں تحریر فرمائیں۔جن میں کچھ خالص علمی اور پیچیدہ بحثوں پر مشتمل ہیں ۔جدید مسائل پر آپ نے تحقیقی انداز میں کئی کتابیں تحریر فرمائیں جن سے ارباب علم خوب مستفید ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔آپ کی کتابیں ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی شائع ہوئیں اعلیٰ حضرت کی کئی اردو کتابوں کی تعریب فرمائی۔تبلیغی دوروں ،اور مریدین ومعتقدین سے ملاقات اور دیگر مذہبی ومسلکی اورذاتی مصروفیات کے باوجوداس قدر تحریری کام بلاشبہہ کسی کرامت سے کم نہیں ہے۔

مریدین وخلفا:

ہندوبیرون ہنداکثر ممالک میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں ۔اگر یہ کہاجائے کہ اس وقت اہل سنت میں آپ سے زیادہ کسی کے مرید نہیں پائے جاتے توغلط نہ ہو گا۔حرمین شریفین مصرویمن،شام،امریکہ،برطانیہ،لندن،پاکستان اورہندوستان میں کئی سوخلفاآپ کے موجودہیں۔

شاعرانہ عظمت:شاعری میں بھی کمال حاصل تھا۔اردوعربی فارسی تینوں زبانوں میں شاعری فرمائی۔آپ کی شاعرانہ عظمت ورفعت سے اہل ذوق بخوبی واقف ہیں ۔خواص وعوام میں آپ کی نعتیہ شاعری نے اپنی الگ پہچان چھوڑی ہے۔ آپ کی کئی نعتیں بین الاقوامی سطح پر مشہور ہوئیں ۔ نکہت وندرت، جدت وجاذبیت، اور سلاست آپ کی شاعری کاخاص حصہ ہے۔ردیف وقافیے موزوں ومناسب،بحور کی رعایت،اصناف سخن کاخاص خیال،عشق مصطفی کی چاشنی کاعنصر غالب، جلال وجمال کے رنگ سے ہم آہنگ لیکن پابند شرع شعروبند۔ الغرض دیگر علوم وفنون کی طرح فن شاعری میں بھی جد کریم سے خاصہ حصہ آپ کوترکہ میں

ملاہے۔ حمد ونعت اور مناقب پر مشتمل آپ کی شاعری آپ کے قادرالکلام شاعر ہونے کا بین ثبوت ہے۔

سفرآخرت:

آخرکار مختصر سی زندگی میں بڑے بڑے کارنامہائے نمایاں انجام دے کر، دنیابھر کے مسلمانوں کو علم وفیضان سے سیر اب فرماکر، علمی وبیش قیمتی کتابوں ،اداروں ،کوورثہ میں چھوڑکر، لاکھوں گم گشتہ راہوں کوراہ ہدایت پر چلتا چھوڑکر، فانی دنیا سے ملک بقاکی طرف اپنے مالک حقیقی کے قرب سے مشرف ہونے،

منورمیری آنکھوں کومرے شمس الضحیٰ کردے

کہتے ہوئے

دیدار مصطفیٰ سے آنکھیں منور کرنے ،اختر قادری خلد میں چل دیا گنگناتے ہوئے جنت کی طرف رواں دواں ہوگئے یعنی ۶/ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت شام غروب آفتاب ہوتے ہی عین اذان مغرب کے وقت اذان کا جواب دیتے ہوئے یہ آفتاب شریعت وماہتاب ولایت یہ کہتاہوا اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا ؎

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

اللہ پاک حضرت کے مرقد مبارک پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے۔ اور ہمیں حضرت کے فیضان سے خوب خوب مستفیض فرمائے۔

[ماہنامہ السواد الاعظم دہلی: بموقع عرس تاج الشریعہ ۱۴۴۰ھ]

تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے

اصولی مباحث

دنیامیں ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنے تعارف میں کسی کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ خود ان کی ذات ان کا نام ان کا لقب ان کا خطاب ہی ان کی پہچان اور ان کا مکمل تعارف ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی نادرالوجود اشخاص میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم قاضی القضاۃ فی الہند مقدام العلماء والفقہاء حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضاخان صاحب ازہری دام ظلہ العالی علینا کی ذات بابرکات ہے۔ حضرت کی ذات والا درجات کو جس زاویہ سے دیکھا جائے یکتائے روز گار نظر آتی ہے۔

آپ گوناگوں اوصاف حمیدہ خصائل جلیلہ سے متصف حسن اخلاق، حسن عمل، حسن کردار کے حامل، تقوی، طہارت زہد، ورع علم اور عمل ہر خوبی کے جامع ہیں۔ آپ کی ذات کثیر الجہات ہے۔

میدان علم ہی کو لیں تو یقینا دفتر کا دفتر کم ہے حضرت کے علمی کارناموں کا احاطہ مشکل ہی نہیں ناممکن سا محسوس ہوتا ہے ۔جس موضوع پر قلم اٹھایا سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ کی تحریر میں جہاں آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت کے قلم کی جولانی اور روانی نظر آتی ہے وہیں جد کریم حضور مفتی اعظم ہند کی قلمی پختگی کا رنگ بھی صاف طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

عقائد ہوں یا معمولات، تفسیر ہو یا حدیث منطقی موشگافیاں ہوں یا فلسفہ کے ادق مباحث، فقہ و افتاء کی باریکیاں ہوں یا مسائل قدیمہ اور جدیدہ کی پیچیدگیاں۔ جس طرف بھی آپ نے رخ کیا حق ادا کر دیا۔ آپ کے علمی وزن کو ماپنے کے لئے کوئی میزان نہیں آپ کے علمی قد کو ناپنے کے لئے پیمانہ نہیں اور علمی کاوشوں کو گننے کے لئے کوئی عدد نہیں آپ نے جب سے شعور کی

منزل پائی تب سے اب تک اپنے قلم سے جو جواہر پارے عطا کئے ہیں اگر ان کو یکجا کیا جائے تو یقیناً ایک مکمل دفتر بن جائے۔

آپ کی علمی حیثیت کا بالاستیعاب اطاطہ تو ایک مشکل امر ہے اس تعلق سے کسی طرح کی خامہ فرسائی کی ہم جرأت نہیں کرسکتے البتہ آپ کے بحر علم سے چند قطرہ پیاس بجھانے کی غرض سے لینا سوء ادب میں شامل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم حضرت کی علمی کاوشوں میں سے تحقیقات جدیدہ کے اصولی مباحث کو اپنی تحریر کا موضوع بناکر حضرت کے تحریرات سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے جدید تحقیقات کے ضمن میں اب تک بہت کچھ ذخیرہ قوم کو عطا فرمایا ہے ہم آپ کی ان تحقیقات نافعہ انیقہ میں سے چند کو سپرد قرطاس کررہے ہیں۔

ٹی وی اور ویڈیو

سائنسی ایجادات میں ٹی وی اور ویڈیو کو کافی اہمیت حاصل ہے، اسلامی نقطۂ نظر سے اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو اس کا استعمال ناجائز و حرام قرار پاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس سائنسی آلہ کا جب شرعی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو اس کا مکمل تانہ بانہ کھول کے رکھ دیا۔

ٹی وی اور ویڈیو کا ہر زاویہ سے جائزہ لینے کے بعد اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں حرمت کی ضرب کاری فرماتے ہوئے، تحقیق کے جو قطب مینار آپ نے کھڑے کئے، ان کی بلندی کو دیکھنے کے لئے اچھے اچھوں کی ٹوپیاں سروں سے کھسک گئیں۔ آپ نے اس تحقیق جدید میں جو علمی توانائیاں صرف فرمائیں وہ یقیناً آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ کی اس جدید تحقیق کے مبحث اصلی یعنی بنیادی بحث پر ہمیں کلام کرنا ہے۔ ٹی وی اور ویڈیو دراصل ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ تصویروں کی نمائش ہوتی ہے۔

ٹی وی اورویڈیو کے پردہ پر دیکھی جانے والی صورتیں تصویر کے حکم میں ہیں

اور تصویر کا دیکھنا دکھانا ازروئے شرع حرام ہے۔البتہ چند حضرات نے ٹی وی کے پردہ پر ابھرنے والی صورتوں کو تصویر نہ مان کر عکس مانا ہے اور عکس کے جواز کے سبب ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی تصویروں یا عکوس کو دیکھنے کی ازروئے شرع اجازت بھی دی ہے۔ تاج الشریعہ کے موقف کے مطابق ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت کی بنیادی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر چلنے والی تصاویر ہیں نا کہ عکوس۔

آپ نے ان سائنسی آلات کے پردہ پر ابھرنے والی صورتوں کو تصویر ثابت کر کے تصویر کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے۔اوران صورتوں کے عکوس نہ ہونے پر زبردست دلائل کا انبار لگایا ہے۔نیز ان دونوں آلات کو لہو ولعب کے زمرے میں رکھتے ہوئے بہت سے دلائل سے اس کے استعمال کو ناجائز ثابت فرما کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ہم یہاں آپ کی مکمل بحث سے چار اہم بنیادی بحثیں ذکر کریں گے

(۱) پہلی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی جاندار صورتیں تصویر کے حکم میں داخل ہیں

(۲) ان صورتوں کو عکس نہیں کہا جاسکتا

(۳) تصویر کی حرمت شرعی کا بیان

(۴) ٹی اور ویڈیو آلات لہو ولعب اوران کے استعمال کا حکم

اب بالترتیب چاروں بحثوں سے متعلق آپ کے قلم سے معرض وجود میں آئی اس تفصیلی اور خالص علمی بحث سے چند اقتباسات قلمبند کئے جائے ہیں۔ آپ تصویر کا صحیح مفہوم بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''کسی شکل پر تصویر ذی روح کا اطلاق صحیح ہونے کے لئے بس اتنی سی بات کافی ہے کہ شکل ذوالصورت میں حیات کی حکایت کرے اور دیکھنے والا سمجھے کہ وہ کسی جاندار کی تصویر دیکھ رہا ہے'' [ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وشرعی حکم، ص۹۶]

آگے فرماتے ہیں:

تصویر کا یہ معنی بدرجہ اتم ویڈیو اور ٹی وی کے اشکال پر صادق ہے کہ ان اشکال میں ذوالصورۃ کی حیات کی حکایت ہر تصویر سے زیادہ ہے کہ چلتی پھرتی نظر آتی ہیں اور انہیں عکوس کہہ کر حرمت تصاویر کے عموم سے نکالنا درست نہیں کہ یہ تصاویر بداہۃً مصنوعۂ انسان ہیں اور حرمت ان سے ضرور متعلق ہوگی خواہ انہیں کوئی عکس کہے یا تصویر بتائے۔

[مرجع سابق ص،۹۹]

ان صورتوں کو آئینہ کے عکوس پر قیاس کرتے ہوئے عکس کہنے اور انہیں تصویر نہ ماننے پر زبردست ایرادات قائم کرتے ہوئے نیز اپنے مدعا پر دلائل سے بھرپور محققانہ بحث فرماتے ہوئے آپ نے جو تفصیل رقم فرمائی ہے اس کا قدرے حصہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''آئینوں کے عکوس میں فعل انسانی کا دخل نہیں بلکہ اس میں شعاعیں خود مصور ہو جاتی ہیں لہٰذا سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے بلا نکیر منکر آئینہ سازی اور آئینہ دیکھنا آج تک معمول اور رائج ہے اور کوئی نہیں سمجھتا کہ آئینہ کے سامنے کھڑا ہونے والا اپنی تصویر بنا رہا ہے مگر اس پر ٹی وی کو قیاس کرنا۔۔۔۔ درست نہیں کہ ٹی وی کے عکوس آئینہ کے عکوس کی طرح نہیں نہ خود ٹی وی آئینہ ہے''[مرجع سابق ص۵۲]

آگے فرماتے ہیں:

ویڈیو میں عکس کی اصل محفوظ کر لی جاتی ہے اور جب چاہو دیکھی جاسکتی ہے اور ٹی وی سے بھی کیمرے کے ذریعہ عکس کو کھینچ کر اسے مختلف اطوار میں منتقل کر کے عکس دکھایا جاسکتا ہے اور جب یہ چیز مشاہدے میں آچکی تو اس سے انکار بھی ممکن نہیں کہ اس میں جعل انسانی دخیل ہے بخلاف عکوس آئینہ کہ ان میں جعل انسانی کو دخیل نہیں بوبعینہ عکس کہنا بھی مشکل

اور آئینہ پر قیاس بھی باطل ....اب ایک ہی سبیل ہے کہ ان عکوس کو آئینہ کے عکوس سے جدا جانیں"[مرجع سابق ص،۵۷]

ٹی وی کے عکس کو آئینہ کے عکس پر قیاس کے باطل ہونے پر آپ نے جو قلم آرائی فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اولاً آئینہ میں ریز بے صنع انسان پڑتی ہیں اور کیمرے میں بے صنع انسان نہیں پڑتی۔

ثانیاً آئینہ میں جو ریز پڑتی ہیں وہ ذی صورت کے تابع ہوتی ہیں اور کیمرہ جو محفوظ کرتا ہے بھیجتا ہے وہ ذی صورت کے تابع نہیں ہوتا۔ٹی وی کے کیمرے میں بہت زیادہ روشنی درکار ہوتی ہے تو جب اس میں روشنی کی تاثیر بھی شامل ہو گئی تو اب ذی صورت کی شعاع نہ رہی بلکہ اس سے جداگانہ شے بن گئی جن کے بننے میں صنع انسانی کا دخل ہے تو اسے آئینہ وٹی وی کے عکوس کی اصل قریب بتانا غلط ہے۔

ثالثاً ٹی وی کے وہ ریز خود عکس نہیں بنتے بلکہ ٹی وی کے آلات انہیں عکس میں بدلتے ہیں اگر وہ آلات نہ ہوں تو ٹی وی کے شیشہ پر کچھ نظر نہ آئے اور آئینہ میں ذی صورت کی شعاعیں کسی آلہ کی محتاج نہیں ہوتیں جو انہیں عکس میں بدلے۔

رابعاً آئینہ میں جو عکس چمکتا ہے اس کا رنگ وہی ہوتا ہے جو ذی صورت کا ہوتا ہے اور عام ٹی وی میں نیلا اور رنگین میں رنگ برنگا نظر آتا ہے۔

خامساً آئینہ میں ساکن کا عکس ساکن ہی نظر آتا ہے اور ٹی وی میں لرزہ براندام۔

سادساً آئینہ میں آپ خود کو دیکھتے ہیں اور ٹی وی کے شیشہ پر آپ خود کو نہیں دیکھ سکتے۔

[مرجع سابق ص،۵۹،۶۰]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل سے آپ نے ٹی وی کے عکوس کا آئینہ کے عکوس پر قیاس کو غلط وباطل قرار دیا ہے۔مشتے نمونہ از خروارے ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

بالجملہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ٹی وی اور ویڈیو میں نظر آنے والی صورتیں تصویر ہی ہیں تو پھر ان پر شرعی احکام کیا جاری ہوں گے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

''جاندار کی تصویر کے متعلق چند کلمات یہاں تحریر ہوتے ہیں جن سے بعونہ تعالیٰ جاندار کی تصویر کا حکم شرعی معلوم ہو گا اوران شاء اللہ الکریم یہ بھی روشن ہو گا کہ ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر جاندار دائرہ حرمت میں داخل ہیں اور یہ کہ انہیں عکوس آئینہ پر قیاس کرنا باطل ہے بلکہ انہیں عکس کہنا ہی صحیح نہیں۔''[مرجع سابق ص،۹۵]

مزید آپ تصویر کی حرمت پر ردالمحتار اور طحطاوی علی الدر کے حوالے سے فرماتے ہیں

وھٰذا لفظ ردالمحتار مافعل التصویر فھو غیر جائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ کما مر اھ

اسی میں ہے ''ظاھر کلام النوی الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان وقال سواء صنعہ لما یمتھن اولغیرہ فصنعہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ وسواء کان فی ثوب اوبساط اودرھم اواناء اوحائط وغیرھا۔ اھ

یعنی جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے اس لئے کہ وہ خلق الٰہی کی مشابہت ہے جیسا کہ گزرا اور امام نووی کے کلام سے ظاہر مفاد یہ ہے کہ ہو جاندار کی تصویر سازی کی حرمت پر اجماع ہے انہوں نے فرمایا کہ ذی روح کی تصویر مطلقاً حرام ہے خواہ اسے اہانت کے لئے بنائے یا کسی اور مقصد کے لئے بنائے لہٰذا جاندار کی تصویر بنانا بہر حال حرام ہے اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعل خلق کی مشابہت ہے۔ اور تصویر کپڑے میں ہو یا بساط میں درہم میں یا برتن یا دیوار وغیرہ میں ہو اسے بنانے کی حرمت کا حکم سب میں یکساں ہے۔

[مرجع سابق ص،۹۵،۹۶]

آخر میں آپ ٹی وی میں جاندار کی تصویر نہ ہونے کی صورت میں استعمال کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لہٰذا قطع نظر اس کے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں یہی ایک وجہ کہ ٹی وی کا استعمال لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے اس کے ناجائز ہونے کے لئے وجہ کافی ہے۔اور علماء کرام کا یہ داب مستمر ہے کہ غلبہ فساد و لہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں۔[مرجع سابق ص،۱۲۲]

بعد ازاں اپنے موقف پر آپ نے در مختار، رد المحتار، حاشیہ طحطاوی علی الدر۔فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ حنفی کی کتب معتبرہ کے جزئیات سے استدلال کیا۔اور درج ذیل نتیجہ نکالتے ہوئے فرمایا

"یہ چند عبارات پیش ہیں جن میں غلبۂ فساد و لہو ولعب کی وجہ سے حکم حرمت دیا اور مطلقاً ممانعت فرمائی۔۔۔۔پھر جزئیہ اخیرہ کا مصداق ٹی وی بدرجہ اتم ہے۔اس کا آلہ لہو ولعب ہونا ایسا نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو بلاشبہ وہ لہو ولعب کے لئے اکثر و بیشتر مستعمل ہوتا ہے۔لہٰذا قطع نظر اس سے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی ایجاد کسی مقصد معقول کے لئے ہوئی یا نہیں جب اس کا استعمال لہو ولعب کے لئے غالب بلکہ اغلب ہے تو اس کے استعمال سے شرعاً ضرور ممانعت ہوگی اور اس کا استعمال دینی امور مثلاً تلاوت و وعظ نعت و منقبت وغیرہ کے حیلہ سے بھی جائز نہ ہوگا کہ دین امور کو تماشہ بنانا جائز نہیں۔

[مرجع سابق ص،۱۲۳،۱۲۴]

مشابہ بالدف پڑھی جانے والی نعتوں کا حکم

ماضی قریب میں نعت خواں حضرات نے نعت خوانی کا ایک نیا انداز ایجاد کیا جس میں دف وغیرہ مزامیر کا استعمال تو نہیں ہوتا البتہ اس کے سننے والا اس پر یقین بھی نہیں کر پاتا کہ یہ نعتیں دف وغیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی گئی ہیں۔ایسا کیسے ہوتا ہے خود تاج الشریعہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔فرماتے ہیں:

"آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص

آواز جو مشابہ دف ہے صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ مائک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کرکے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی بلکہ بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکار ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ادا نہیں ہوتا اس پر یہ مستزاد ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بتکلف ایسی آوازیں جو مشابہ ساز و مماثل دف ہو نکالتے ہیں"[فتاوی نورانی ص ۱۲]

تاج الشریعہ نے اس مسئلہ کا باریکی سے جائزہ لیتے ہوئے اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں جو حکم شرعی منطبق فرمایا ہے وہ ہم آخر بحث میں بیان کریں گے البتہ پہلے ہم یہاں اس جدید تحقیق کی بنیادی بحث پر گفتگو کریں گے۔ مذکورہ بالا مخصوص ذکر دف وغیرہ مزامیر سے خالی ہے مگر دف وغیرہ سے مشابہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب یہ مروجہ طریقہ بھی دف وغیرہ مزامیر کے حکم میں آجاتا ہے۔ اور اس پر وہی حکم منطبق ہوتا ہے جو دف اور مزامیر کا ہے۔

بالجملہ اس مسئلہ کی بنیادی بحث ذکر کا مشابہ بالدف ہونا ہے۔

اب دف اور مشابہ بالدف میں کیا فرق ہے اور ان دونوں کا حکم یکساں ہے یا کوئی فرق ہے اس کے ممنوع و ناجائز ہونے کی کیا صورت ہے۔ اس کی تفصیلی بحث تاج الشریعہ کے قلم سے منصہ شہود پر آئی تو یقیناً ساری صورتیں بے غبار ہو گئیں اور مسئلہ بالکل صاف و شفاف ہو گیا۔ فرماتے ہیں:

"دف آلات لہو و لعب میں سے ہے جس کا استعمال اغلب احوال میں لہو و لعب کے لئے ہوتا ہے لہٰذا دف کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں۔ دف بغیر جلاجل کی اباحت بعض

احادیث سے مثلاً ''اعلنواھٰذاالنکاح واضربواعلیہ بالدفوف'' وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے لیکن اصول فقہ کا قاعدہ کہ اذااجتمع الحلال والحرام رجح الحرام بنابریں ترجیح جانب حرمت کو ہے جس کی موید سرکارابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ مثلاً ''امرت بمحق المعارف بعثنی ربی عزوجل بمحق المعارف'' وغیرھماہیں قطع نظراس کے حدیث مذکور اعلنواھٰذاالنکاح میں اجازت استعمال دف کی بغرض اعلان مفہوم ہوتی ہے یہی لیاجائے کہ بعض احوال میں ملاہی کی اجازت ہے مگراس زمانے میں جبکہ لوگ تصحیح نیت سے قاصر اوراحکام شرع سے غافل لہوولعب میں منہمک ہیں سبیل اطلاق منع ہیں۔

کماافادہ الامام ذی الھمام الشیخ احمد رضاقدس سرہ فی رسالۃ المبارکۃ ھادی الناس فی رسوم الاعراس قال فی الدرالمختار بعدحکایۃ عن امامنا ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلت المسئلۃ علی ان الملاھی کلھاحرام۔

یہ تودف وغیرہ آلات لہو کے بارے میں تھاجو آوازان آلات لہو کے مشابہ کسی طرح پیدا کی جائے ان کا بھی وہی حکم ہے جو ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازوں کا ہے۔

اس کی نظیر گراموفون وغیرہ آلات سے نکلنے والی ان آوازوں کا حکم ہے جو قطعاًان آلات لہو سے نکلنے والی آواز تو نہیں لیکن بلاشبہہ یہ آوازیں ان آلات لہو کے آوازوں کی کاپیاں ہیں۔

لہٰذا گراموفون وغیرہ میں ان ملاہی کی آوازیں بھرنااورانہیں سننااسی طرح حرام ہے جس طرح ان ملاہی کا استعمال سننے سنانے کے لئے حرام ہے۔''[مرجع سابق ص۲۲،۲۳]

مزید فرماتے ہیں:

سیٹی ایک مخصوص آواز نکالنے کا آلہ ہے اس جیسی آوازاگر منہ سے نکالی جائے تویہ بالعموم طریقہ فساق ہے،اورناجائزہے۔''[مرجع سابق ص،۲۳]

الحاصل مذکورہ بالا بحث سے یہ صاف ہو گیاکہ ذکر مشابہ بالدف ذکر مع الدف کے حکم میں ہے

تو اس پر وہی حکم منطبق ہو گا جو دف وغیرہ کا ہے،لہذا اس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''لہٰذا ان مندرجہ بالا امور سے روشن ہے کہ دف جیسی آواز نکالنا اگرچہ بغیر استعمال دف ہونا جائز ہے اور اگر یہ قصداً ہے تو یہ تلہی ہے جو مطلقاً حرام ہے۔اور اگر ایسی آواز منہ سے بلا قصد نکلتی ہے تو وہ صورۃ لہو کے مشابہ ہے لہٰذا اس سے بھی گریز چاہئے خصوصاً ذکر و نعت میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ قصد لہو اور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیا جائے۔دف کے استعمال کی رخصت نظر بہ بعض احادیث سے اگر ثابت بھی ہے تو ان اشعار میں جن کا تعلق ذکر و نعت سے نہیں اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہے حضور کی خدمت میں جب ایک گانے والی نے دف بجایا اور منجملہ اشعار کے یہ مصرعہ پڑھا ع

وفینا نبی یعلم مافی غد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دعی ھٰذہ وقولی بالذی ما کنت تقولین'' یہ رہنے دو اور جو پڑھ رہی تھی وہی پڑھتی رہو کہ صورت لہو پر نعت شریف شایان شان نہ تھا اب حکم مسئلہ صاف ہو گیا اور وہ یہ کہ ایسی آواز جو دف وغیرہ کے مشابہ ہو منہ سے نکالنا جائز نہیں کہ طریقۂ فساق ہے اور ذکر وغیرہ میں اشد ناجائز ہے۔''

[مرجع سابق ص،۲۳،۲۴]

چلتی ٹرین میں نماز

آپ کی جدید تحقیقات میں سے چلتی ٹرین میں نمازوں کی ادائیگی ایک معرکۃ الآرا تحقیق ہے۔ اس تحقیق کی بنیادی واصولی بحث یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز کی ادائیگی منع من جہۃ العباد کے

سبب درست نہیں اوراسے عذر سماوی پر محمول کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں تحقیقات کے جو جوہر دکھائے ہیں یقیناوہ آپ کے فقید المثال فقیہ اور بے مثال محقق ہونے پر دال ہیں۔ آپ کی اس تحقیق میں جہاں عقلی دلائل کی بہتات ہے وہیں دلائل شرعیہ کی فراوانی بھی ہے۔ مسئلہ کے ہر پہلو پر گفتگو، عبارات اکابر سے تحقیق کی تزئین مفہوم مخالف کے دلائل کی مہذب اور معقول تردیداور دلائل وشواہد سے اپنے موقف کی تائید یہی خوبیاں آپ کی تحقیق کو چار چاند لگاتی ہیں اور فریق مخالف کو خاموش کر دیا کرتی ہیں آپ کی اس تحقیق کا محور خاص کر مفہوم مخالف کا تجزیہ وتنقیح کر کے اپنے موقف کو ثابت کرناہے۔ مفہوم مخالف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز عذر سماوی کے سبب درست ہے اورآپ کا موقف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز منع من جہۃ العباد کے سبب صحیح نہیں اوراس میں عذر سماوی کو دخل نہیں ۔ہم یہاں اس بحث کے چند اہم اور بنیادی اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ تفصیل کے لئے مستقل تصنیف ملاحظہ کی جائے۔

آپ اپنے موقف کی تائید اور مفہوم مخالف کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھاتو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئے ٹرین نہیں روکتے تھے۔۔۔۔یہی صورت آج بھی موجود ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے قانون اسی اختیار سے بنے ہیں نماز کے لئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے منع من جہۃ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا؟

کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہۃ العباد ہو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا بلکہ عذر سماوی ہو جائے گا۔“[چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم،ص ۲۰]

آگے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے فرماتے ہیں:
"انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جہۃ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے"

[مرجع سابق، ص۲۱]

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کو فریق مخالف نے مفہوم مخالف کا متدل ٹھہرا کر اپنے موقف کو ثابت کرنے کی جو سعی کی ہے تاج الشریعہ اس کا تفصیلی تجزیہ اور زبردست تعاقب فرمایا نیز اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا عبارت کے ایک جز "نماز کے لئے نہیں روکی جاتی" پر مفہوم مخالف کی اساس کمزور قرار دیتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں۔
"اب منع عام ہو یا خاص قضیہ مطلقہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی صادق ہے یا نہیں اگر صادق ہے اور ضرور صادق ہے تو یہ ضرور منع من جہۃ العباد ہے اور ضرور اسی سے ناشی ہے اور جب اسی عبارت کا یہ مفہوم بہر حال صادق ہے اور یہی اس کا مفہوم موافق ہے تو اگر خیالی مفہوم مخالف مان بھی لیا جائے تو خیالی مفہوم مخالف سے اس پر کیا اثر؟ اور موافق کے ہوتے مخالف کے پیچھے دوڑنا کس نے ٹھہرایا اور یہ کہاں سے نکلا کہ منع من جہۃ العباد اسی وقت ہوگا جب کہ منع خاص چند افراد کے حق میں ہو اور اگر قانون عام ممانعت کرے تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا بلکہ منع سماوی ہو جائے گا کیا بندوں کا قانون قانون الٰہی ہو جائے گا؟"

[مرجع سابق، ص۲۳]

مفہوم مخالف کو فتاوی رضویہ سے مستنبط کہے جانے پر درج ذیل تعاقب بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔
"فتاوی رضویہ کی صریح عبارت جو مطلقاً یہ بتا رہی ہے کہ چلتی ٹرین پر فرض و واجب ادا نہیں

ہو سکتے اس کے بر خلاف یہ ہیڈ نگ لگانا کہ ''چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازیں جائز و صحیح ہیں، یہ خود فتاوی رضویہ سے ثابت ہے'' فتاوی رضویہ کی طرف کیاایسی بات کی نسبت کرنا نہیں جواس میں موجود نہیں ،پھراس سے بڑھ کر یہ دعوی کہ ''یہ خوداعلیٰ حضرت امام احمد رضاقدس سرہ کی تصریحات بالاسے واضح ہے''کیااس غلط نسبت پر اصرار مکرر نہیں ؟کیایہ صریح فتاوی رضویہ س انحراف نہیں ؟ پھر کیسے کہتے ہیں کہ یہ حکم نہ کسی طرح فتاوی رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے انحراف ہے نہ ہر گز ہر گز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متور، کیسے ماناجائے کہ یہاں خرق اجماع مسلمین نہیں حالاں کہ منع من جہۃ العبد کے ہوتے اتحادواستقرار مکان کی اجماعی شرطیں یکسر اٹھادیں ۔مفہوم مخالف کا سہارالے کر منع من جہۃ العبد کے وہ خیالی معنی گڑھے اوراس طرح اس معنی کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کر دی۔ پھر وہی سوال ہے کہ کیااس معنی پر آپ کا کوئی سلف ہے ؟ہے توبتایئے نہیں تو کیابچند وجوہ یہ خرق اجماع مسلمین نہیں ،پھراسے کیوں فتاوی رضویہ سے ثابت بتایاجاتاہے۔''[مرجع سابق،ص۲۵،۲۴]

مفہوم مخالف کی تائید میں یہ کہے جانے پر کہ

''کتب فقہ میں یہ صراحت ہے کہ جن اعذار کی وجہ سے تیمم جائز ہے ان کی وجہ سے چلتی سواری پر نماز بھی جائز ہے تو اتر کر نماز پڑھنے میں اگر مال جانے یاٹرین چلی جانے کااندیشہ ہو تو بھی چلتی ٹرین پر نماز جائز ہے اوراعادہ نہیں قافلہ چھوٹ جانے یانگاہ سے غائب ہو جانے کے باعث نمازی کو جوپریشانی ہوتی وہ مال جانے اور ٹرین چھوٹنے میں بھی ہے اس لئے یہاں بھی جواز بلااعادہ کاحکم ہے یہ خوداعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصریحات بالاسے واضح ہے''[مرجع سابق،ص۲٦]

زبردست ریمارکس کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''چلتی ریل گاڑی جو مسلسل کئی گھنٹہ چلتی ہے اس میں ریل سے اترنے کی نوبت کب آئے گی؟ اور جب یہ نوبت نہ آئے گی تو مال گنوانے یا جان جانے کا خوف کیوں کر متحقق ہو گا؟ پھر جب بشری ضروریات اب ریل میں مہیا ہیں تو پانی وغیرہ کے لئے اترنے کی ضرورت ہی کب ہو گی اور جب ریل میں وہ صورت در پیش نہیں جو صورت قافلہ میں ہوتی تھی تو ریل قطعاً قافلے سے جدا ہے قافلے سے اس کا الحاق کیا معنی؟ یہ الحاق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت وغیرہ اکابر اہل سنت کو نظر نہ آیا....بہر حال یہ قیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر یہ رخصت بشرط استمرار خوف خاص تیمم کے لئے ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر خوف از اول تا آخر مستمر ہو تو نمازی کو رخصت ہے کہ تیمم کر کے کھڑی ہوئی سواری پر نماز پڑھ لے نماز صحیح ہو جائے گی۔ جب کہ سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو، دابہ پر یوں ہی اس گاڑی پر جس کا اگلا حصہ دابہ پر رکھا ہو نماز نہ ہو گی جب کہ اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہو یعنی اس سے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو دابہ اگر چل رہا ہے تو اس پر نماز فرض بے تحقق عذر، صحیح نہیں لہٰذا اگر اس کو ٹھہرانا ممکن ہو اور زمین پر نماز پڑھنا متیسر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اسے ٹھہرا کر نماز پڑھے۔

یہ حکم اس نمازی کے حق میں کیوں کر منسحب ہو گا جس کی سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو اور اس سواری کو روکنا ممکن ہو بایں طور کہ اسے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو، ریل کا روکنا بندوں کے اختیار میں ہے تو رکی ہوئی ریل پر نماز پڑھنا اس اعتبار سے ممکن ہے اس سے مانع وہ خوف نہیں جو بندے کے دل میں اللہ نے براہ راست ڈالا بلکہ وہ خوف ہے جو اس کے دل میں بندے کی وعید سے پیدا ہوا، دونوں خوفوں میں فرق ہے ایک عذر سماوی ہے مانع من جانب اللہ ہے دوسرا عذر مکتسب ہے بالفاظ دیگر مانع من جہۃ العبد ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں پھر مختلف کو مختلف پر قیاس کرنا کیا معنی؟[مرجع سابق، ص۲۷]

اعلیٰ حضرت کی طرف سے نماز کی ادائیگی میں سبب منع من جہۃ العبد کی قید کو آزادی ہند سے قبل خود مختار کمپنیوں سے مقید کر دینے پر تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''بھارتیہ قانون ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہے جس طرح یہ کمپنیاں ریلوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہوتی تھیں اور جس طرح ان کمپنیوں نے انگریزوں کے دور میں ان کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکنے کی رعایت رکھی تھی اور مسلمانوں کی نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی تھی اسی طرح بھارتیہ قانون نے کچھ مقامات (اسٹیشنوں) کا لحاظ کیا کہ وہاں ٹرین روکی جاتی ہے اور مسلمانوں کو نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی اس لئے نمازی اس پر مجبور ہیں کہ یا تو ٹرین رکنے پر فرض وواجب ادا کریں یا چلتی ٹرین پر پڑھیں چلتی ٹرین پر استقرار کی شرط مفقود ہوتی ہے اور اس سے مانع یہ بھارتیہ قانون ہے جس نے اپنے نظام میں مسلمانوں کی رعایت نہ رکھی اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے منع من جہۃ العباد قرار دے کر حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ کا حکم دیا۔ کیا یہاں یہ بات متحقق نہیں کہ یہ لوگ ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہیں جس طرح یہ کمپنیاں خود مختار ہوتی تھیں خود مختار ہیں اور ضرور ہیں۔ تو کیا مدار کار خود مختار ہونے پر نہیں کیا کمپنیاں خود مختار ہوں (اگرچہ یہ صورت خلاف واقع ہے وہ ضرور انگریزی قانون کے تابع تھیں) تو منع من جہۃ العبد ہو گا اور حکومت نظام اپنے ہاتھ میں لے لے تو منع سماوی ہو جائے گا۔ جب مدار کار خود مختار ہونے پر ہے.... تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہے کہ

''یہ صورت حال زمانۂ اعلیٰ حضرت ک حال سے مختلف ہے اس لئے آج حکم بھی مختلف ہو گا''

کیوں مختلف ہو گا؟ حالاں کہ مدار ایک ہے اور علت متحد ہے وہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہوا اور یہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہے تو خاص وعام تفرقہ چہ معنی دارد؟

[مرجع سابق، ص ۲۹،۳۰]

آخر میں تحقیق کا لب لباب اور چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فرض اورواجب حقیقی یا حکمی کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے زمین یا تابع زمین پر استقرار اور اتحاد مکان (تمام ارکان کی ایک جگہ ادائیگی) شرط ہے مگر جب کوئی مانع درپیش ہو تو حکم بدل جاتا ہے۔ اگر یہ مانع عذر سماوی ہے تو دونوں شرطوں کے فقدان کے باوجود فرض وواجب کی ادائیگی صحیح ہوگی اور بعد میں اس نماز کا اعادہ بھی نہیں۔ لیکن مانع اگر ایسا ہے جو کسی بندے کی جانب سے ہے اور وہ براہ راست یا بطور سبب قریب صحیح طریقے پر ادائے نماز سے روک رہا ہے تو حکم یہ ہے کہ بحالت مانع جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے چلتی ٹرین میں استقرار علی الارض کی شرط مفقود ہے ہاں اگر ٹرین رکی ہوئی ہو تو وہ تخت کی طرح زمین پر مستقر ہے اس پر نماز صحیح ہے۔"

[مرجع سابق، ص ۴۰،۳۹]

ٹائی کا تحقیقی بیان

دور حاضر میں ٹائی پہننا عام طور پر رائج ہوتا جارہا ہے کمپنی ہو یا اسکول ملازمین سے لے کر اسکول میں پڑھنے والے بچوں تک سبھی پر اس کی پابندی لازم قرار دی جارہی ہے۔ اغیار کا ٹائی استعمال کرنا نہ کرنا ہماری بحث میں شامل نہیں البتہ ٹائی کی حقیقت جانے بغیر اہل اسلام کا کثرت سے ٹائی استعمال کرنا محل فکر اور باعث تشویش ضرور ہے۔ تاج الشریعہ سے جب اس کی حقیقت اور اس کے حکم شرعی کی بابت استفتاء کیا گیا تو آپ نے ٹائی کی حقیقت وماہیت پر ایسی زبردست تحقیق فرمائی کہ پھر کسی کو مجال دم زدن نہ رہا اور پھر دلائل شرعیہ عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں اس پر حرمت شرعی کا جو حکم شرعی منطبق فرمایا اس سے مسئلہ کی توضیح بھی ہوگئی اور ٹائی پہننے والوں کے لئے تنبیہ بھی۔

آپ کی اس مکمل اور مفصل تحقیق انیق کا بنیادی اور اصولی زاویہ بحث ٹائی کا مذہب عیسائیت کا مذہبی شعار ہونا اور شریعت مصطفی کے مطابق اہل اسلام کے لئے دوسرے کسی بھی مذہب کے شعار کا لائق استعمال نہ ہونا ہے۔ آئیں اس بحث کے اسی بنیادی نکتہ پر تاج الشریعہ کی تحقیق کے جلوے ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

"عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکایا لہٰذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس کہتے ہیں اور گلے میں ٹائی باندھتے ہیں۔

حضرت اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا کا مشاہدہ تھا کہ کسی کو ٹائی پہنے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی اتروادیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے۔" [ٹائی کا مسئلہ، ص۱۰]

اور پھر آگے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ٹائی کو عیسائیوں کے شعار کہنے جانے پر تائیدی گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہم بعونہ تعالیٰ اس فتوی مبارکہ کی تائید میں بنائے کار اس امر پر رکھیں جو سب کے نزدیک مسلم ہے، اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم وغیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں۔ اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذاللہ پھانسی دی گئی، بھی کراس کا مصداق ہے۔"
[مرجع سابق ص۱۱]

اور اس بات کی تائید میں آپ نے انگریزی کی متداول لغت practical advanced twentieth century dictonary

سے cross کے معانی اور اس کی ساخت وغیرہ بیان فرمائی نیز عیسائیوں کے نزدیک اس

کا محافظ بلایااور باعث برکت ہوناثابت کیا۔ اور فرمایا

"مذکورہ بالا کی روشنی میں مروجہ ٹائی کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہو گا کہ یہ پھانسی کے تختہ کے مشابہ ہے خصوصاسیدھی چوڑی پٹی والی ٹائی تواس تختہ دار سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کے نزدیک یقیناوہ بھی مقدس و محترم ہے نہ یہ کہ صرف وہ پورے کراس کانشان ہی مقدس ٹھہرے۔

اور مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ صلیب کا نشان بنانا اگرچہ ہاتھوں کے اشارہ سے ہو اہی میں سہی باعث برکت و حفاظت جانتے ہیں تو صلیب یا جزء صلیب کی نشانی کو اپنے گلے میں ڈالنا کیوں نہ باعث برکت جانیں گے۔ ضرور وہ اس عقیدہ کے مطابق برکت کا باعث ہے اور یہ ٹائی ہے جسے عیسائی گلے میں باندھتے ہیں۔"

[مرجع سابق ص۱۲،۱۱]

اور پھر تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

"بالجملہ ٹائی کا مکمل کراس مع شے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (bowti) کو قیاس کرلیجئے اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے (یہاں اس کی ساخت کا نقشہ دیا گیا) اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو کراس مانو یا شبیہ کراس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہر گز روانہ ہو گی۔ اگرچہ معاذاللہ کیسی ہی عام ہو جائے۔"[مرجع سابق ص۱۲]

مزید فرماتے ہیں:

"اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے

حرام اور باعث عار و نار ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہر گز اجازت نہیں مل سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں"[مرجع سابق ص۱۳،۱۲]

ٹائی کے عیسائی مذہب کا شعار ہونے پر مزید کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ٹائی شعار نصاری ہونے پر بذات خود شاہد عدل ہے تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ و نادر کا انکار اصلا مضر نہیں تاہم اس پر مومن و کافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرانیت کا شعار ہے ۔ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ ڈربن (افریقہ) میں ایک نو مسلم (سابق عیسائی) نے بتایا کہ ٹائی کو چرچ کی عزت کا لباس تصور کیا جاتا ہے جس سے اس کی مذہبی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز ایک پاکستانی عالم سے ایک پادری نے کہا کہ "ٹائی باندھنے سے ان کے بطور ثواب بڑھ جاتا ہے۔"

[مرجع سابق ص۱۴،۱۳]

مزید براں ٹائی سے متعلق حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کی فتاوی سے قرآنی آیات احادیث منیرہ اور فقہی جزئیات سے مزین بہت سے اہم شواہد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شعار کفر معاذاللہ کتنا ہی عام ہو جائے وہ شعار ہی رہے گا اور اس کا حکم کبھی نہ بدلے گا۔[مرجع سابق ص۲۰]

اور پھر ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض اذہان میں یہ خلجان ہے کہ شعار کفر اگر عام ہو جائے تو وہ شعار نہ رہے گا، جیسے شعار قومی مسلمانوں میں عام ہونے کی صورت میں کسی مخصوص قوم کا شعار نہیں رہے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا فرمان واجب الاذعان بدیہی ہے اور چنداں استدلال کا محتاج نہیں اوراس کے مقابل بعض اذہان کا خلجان بین البطلان ہے ۔ظاہر ہے کہ

کفار کا شعار مذہبی وہ علامت خاصہ مشتہرہ ہے جس کو ہر خاص وعام ان کے مذہب کا خاص نشان سمجھتاہے جس کو اپنانا خواہی نخواہی اس بات پر دلیل ہوتاہے کہ اپنانے والے نے کفار کا مذہب اختیار کر لیا اسی لحاظ سے اس کے مرتکب پر حکم کفر لگتاہے اگرچہ اس کے علاوہ کوئی بات منافی اسلام اس سے سرزد نہ ہولامحالہ کفار کا شعار مذہبی کفر ہے اور کفر بہر حال کفر ہی رہے گا۔خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی حال میں کہیں بھی پایا جائے وہ اصلاً قابل تغیر نہیں ہے۔[مرجع سابق ص۲۰]

آپ اس پر مزید گفتگو فرمانے کے بعد شبہ مخالف کی دلیل کی تضعیف وتردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا

"کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ الا بیعۃ فیہاتماثیل یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما" گرجامیں نماز پڑھتے تھے مگر اس گرجامیں نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام وحضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمے ہوتے۔

اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار ورغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے۔حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا۔عینی میں اس حدیث کے تحت ہے:

"وزادفیہ فان کان فیہاتماثیل خرج فصلی فی المطر انتہی ملتقطا۔"

یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے .....اسی لئے حضرت امام عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فعل ابن عباس وقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں رفع معارضہ کے لئے فرمایا:

''وتقریرالجواب ان ماکان فی ذاك الباب بغیرالاختیار وماقی ھٰذالباب کقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انالاندخل کنائسکم یعنی بالاختیار والاستحسان دون ضرورۃ تدعوالی ذالك،

یعنی جواب تقریر یہ ہے کہ جو اس باب میں ہے وہ بغیر اختیار ہے اور جو اس باب میں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے یعنی بالاختیار اچھا جانتے ہوئے مگر یہ کہ جب ضرورت اس کی طرف داعی ہو۔''

اور بحالت اضطرار ناپسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برضا ورغبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اوراس میں کفار کی موافقت باجماع مسلمین کفر ہے۔''[مرجع سابق ص۲۲،۲۱]

الحاصل: بہت سے دلائل وشواہد سے اپنی تحقیق کو مزین فرمانے کے بعد بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ٹائی کی حیثیت ضرور مذہبی ہے جسے ہر خاص وعام جانتا ہے اور ہم نے اس پر اپنے فتوی میں شواہد جمع کئے ....لہٰذا ٹائی باندھنا ضرور فعل کفر ہے مگر عوام اسے ایک وضع جانتے ہیں لہٰذا عوام کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں جب کہ ثابت ہو کہ دانستہ موافقت اوراستحسان کے طور پر ٹائی باندھنے کا ارتکاب کیا اور یہ معاملہ قلب سے تعلق رکھتا ہے جس پر حکم لگانا روانہیں البتہ اس کے حرام ہونے میں کسی عاقل منصف کو شبہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ بہر حال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے اور باندھنے والے پر عند الفقہا حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی بفرص غلط ٹائی کو شعار نہ مانیں تو بھی حکم حرمت قائم ہے کہ شرعاً امتیاز مسلمین مطوب ہے۔''[مرجع سابق، ص۲۷، ۲۴]

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت

سائنسی نت نئی ایجادات نے جہاں ہمیں آسانیاں فراہم کی ہیں وہیں بہت سے پیچیدہ مسائل بھی پیدا کئے ہیں۔سائنسی ایجادات میں خاص کر موبائل نیٹ فیکس وغیرہ نے عوام الناس کو سہولتیں دیں تو اہل علم حضرات کو بہت سی دشواریوں میں ڈالا۔موبائل وغیرہ جدید ذرائع ابلاغ سے وابستہ یوں تو بہت سے مسائل ہیں مگر ان مسائل میں ایک سلگتا ہوا مسئلہ ان سے رویت ہلال کے ثبوت کا ہے۔بعض اہل علم حضرات کے نزدیک موبائل نیٹ فیکس وغیرہ کی خبر ''خبر مستفیض'' کے حکم میں ہے اور ایسی صورت میں اس سے چاند کی شہادت درست و صحیح ہے۔لیکن اکابر علماء کی اکثریت خاص کر حضور تاج الشریعہ ان آلات جدیدہ کی خبر کو''خبر مستفیض'' ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ان آلات سے رویت ہلال کے ثبوت کو غیر معتبر اور ناکافی تسلیم کرتے ہیں۔گویا اس مسئلہ کی بنیادی اور اصولی بحث ان جدید آلات کی خبر کا''خبر مستفیض'' ہونا نہ ہونا اور موبائل وغیرہ کی خبر کا رویت ہلال کے معاملہ میں معتبر ہونا ہے۔اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کا موقف ہم اوپر بیان کر ہی چکے ہیں اب ہم اسی بنیادی بحث کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی اس مسئلہ میں کی گئی تحقیق انیق کے چند اہم اور مفید مضامین کو ہدیۂ قارئین کرتے ہیں ۔آپ موبائل وغیرہ کی خبر کو خبر مستفیض ماننے والوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے خبر کی صحت سے متعلق رقمطراز ہیں:

''صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ مجملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔اتصال بے ملاقات متصور نہیں اسی لئے تو امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انہوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہو گی اور جہاں راوی

اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب جب خبر منقطع ہے تو ہر گز بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھہر سکتی۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفی رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف بایں الفاظ کی

''معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلك البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلك البلدۃ انھم صاموا عن رویۃ''

تحقق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نامتصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضرور۔''

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۳۰]

اور پھر آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے استفادہ فرماتے ہوئے خبر مستفیض کی مکمل وضاحت فرمائی۔ بعدہٗ خبر مستفیض اور خبر متواتر کے مترادف ہونے پر تحقیقی کلام کرتے ہوئے لب لباب یہ پیش فرمایا کہ

''خبر مستفیض خبر متواتر کا مترادف ہے اور متواتر اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے جس میں راوی کا مرتبہ تحمل اور مرتبہ ادائے خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین کا اتفاق چلا آرہا ہے اور اس صورت میں خبر مستفیض از قبیل روایت ہے نری خبر نہیں''

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۳۴]

بالجملہ آپ نے اپنے موقف کو قرآن وحدیث متون وشروح فتاوی واصول اور بہت سی نصوص فقہیہ اور تصریحات ائمہ سے اپنے موقف پر استدلال فرمایا اور لب لباب یہ بیان فرمایا:

''یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقے اور اس کے علاوہ دوسرے طریقے جن میں مدار ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس پر ہے وہ خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں

اوران کی تصدیق ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس سے نہیں ہو سکتی کہ اندیشے سے خالی نہیں اور مشتبہ مشتبہ کا مصدق نہیں ہو سکتا اور فیکس ای میل اگر چہ دس گیارہ ہو جائیں یوں ہی فون اگر چہ متعدد ہوں بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہو سکتے.....اور جب ان ذرائع میں یہ کچھ اندیشے ہیں اور یہ بذات خود کافی نہیں اوران کے ذریعہ تصدیق بھی مشتبہ تو ان جدید ذرائع سے موصول ہونے والی خبروں میں شبہ کیوں نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً عید کے سلسلے میں بصورت استفاضہ بھی اندیشہ مانا تو ان اخبار پس پردہ کا بمنزلۂ استفاضہ ہونا یوں بھی ممنوع اوران میں اشتباہ واندیشہ خود کو مسلم تو سبیل اطلاق منع اوراندیشوں اور مفسدوں کا دروازہ بالکل بند کرنا ہے ......تو ٹیلیفون فیکس وغیرہ مشتبہ ذرائع سے موصول ہونے والی خبریں معتبر نہیں ہو سکتیں اگر چہ خبر دینے والے سنی ہوں۔ ہاں ٹیلیفون وغیرہ پر کسی طرح اعتبار کا انجام تصریحات ائمہ مذہب کو بالائے طاق رکھنا اور قیود مذہب سے آزادی میں دوسروں کے ساتھ مشارکت اور عوام کو آزاد کرنا ضرور ہو گا۔''

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۴۲ تا ۴۴]

الغرض مشتے نمونہ از خروارے حضور تاج الشریعہ کی تحقیقات انیقہ نافعہ منیفہ کی یہ چند جھلکیاں تھیں۔

جس سے حضرت کی علمی وسعت، محققانہ بصیرت اور مفکرانہ صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت کو عمر خضر عطا فرمائے اور حضرت کے خوان علم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ خوشہ چینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

[دوماہی الرضا انٹرنیشنل:
جنوری فروری ۲۰۱۶ء۔ ص ۴۸ تا ۵۳۔
مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء۔ ص ۵۹ تا ۶۲]

تاج الشریعہ کی نگارشات مشہور رسائل کی روشنی میں

اخبارات ورسائل تبلیغ کے معاملہ میں بہت ہی معاون ومددگار ثابت ہوئے ہیں۔
جو بات کہہ کر صرف موجودہ ہزار دس ہزار لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے وہی بات لکھ کر اخبار ورسائل کے ذریعہ کروروں لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے۔ علمانے جہاں اپنے وعظ وخطاب کے ذریعہ تبلیغ دین کا کام کیا ہے وہیں اپنی تحریر سے دین کی خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ بات اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ہر تحریر تصنیف بناکر کتابی شکل میں شائع کرنا نہایت ہی دشوار ترین کام ہے۔ ایک صفحہ دو صفحہ کا مضمون لکھ کر کتابی شکل میں شائع کرنے کا رواج اہل علم کے یہاں نہیں رہا ہے۔ اگر کوئی اہم بات، پیغام، مسائل، یا کسی کے خلافِ اصول بیان یا تحریر کا رد عوام تک پہنچانے کی ضرورت ہوئی اور وہ دو چار صفحات پر مشتمل ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو کتابی شکل میں تو شائع نہیں کیا جاسکتا تو پھر اس کو عام کرنے کی آسان ترین سبیل کیا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ اپنی اس مختصر اور اہم تحریر کو اخبار وسائل میں شائع کرادیا جائے۔ اسی لیے علما ہمیشہ سے اخبارات ورسائل کے ذریعہ اپنی قیمتی تحریریں عوام وخواص تک پہنچاتے رہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہوسکیں۔ اور تحریر بھی محفوظ ہو جائے۔ صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور بے شمار اہل قلم لکھتے آئے ہیں اور آج بھی لکھ رہے ہیں۔ ان اہل قلم کا شمار اور ان کا تعداد میں انحصار محال ہے۔ ہم یہاں ان اہل قلم علما میں سے صرف ایک صاحب قلم جسے عالم اسلام میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں قادری نوری رضوی قدس سرہ کے نام سے جانا جاتا ہے، کی قلمی نگارشات کا قدرے تفصیلی بیان قلمبند کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ قدس سرہ کا قلم اپنے جدامجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کا مظہر تھا۔ جو لکھا حق لکھا۔ آپ نے جب سے قلم سنبھالا آخری ایام تک اس کو ہاتھوں سے دور نہیں کیا۔ اردو عربی فارسی انگریزی چاروں زبانوں میں لکھا اور خوب لکھا۔ فتاوی، تصنیف ،ترتیب ، تقریظ ، تصدیق، تقدیم، تعریب ، تعلیق، حواشی، مقالہ ، مضمون، پیغام، کیا کچھ نہیں لکھا آپ نے۔ قطع نظر ان سب سے ہم چند مشہور اردو رسائل خاص کر سنی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ المیزان ممبئی، اور ماہنامہ قاری دہلی، میں شائع شدہ آپ کی کچھ تحریروں کے حوالے سے تفصیل قلمبند کرتے ہیں۔

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن حقائق کی روشنی میں

امام اہل سنت کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی امتیازی شان سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ اس ترجمہ سے جہاں اہل ایمان کو ایمانی حلاوت عقائد میں پختگی، جیسے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں وہیں اہل باطل کی جگر سوزی کے حوالے سے بھی یہ ترجمہ پہچانا جاتا ہے۔ اس ترجمہ سے جب بدمذہبوں کو زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف منظم طور پر ریشہ دوانی وشر انگیزی شروع کر دی۔ بلاوجہ کی قیل و قال اور بے جا اعتراضات کر کے اس ترجمہ کی خوبیوں کو برائیوں میں بدلنے کی ناپاک کوششوں میں لگ گئے۔ اسی کی ایک کڑی "قرآن پر ظلم"
نامی کتاب ہے جسے فاضل دیوبند مولوی امام علی قاسمی رائے پوری، نے لکھ کر مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور سے ۱۹۷۶ء میں شائع کرایا۔ مگر باطل جب جب سر اٹھاتا ہے حق کی تلوار اس کے سر کو کچلنے آہی جاتی ہے یہی ہوا جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تو حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کا ایسا معقول مدلل اور مفصل رد تحریر فرمایا جس سے باطل کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ تاج الشریعہ کا یہ لاجواب ،جواب پہلی بار حضور سید جیلانی محامد کی

ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ "المیزان" ممبئی کے "امام احمد رضا نمبر" بابت اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ اور دوسری بار اسی مضمون کی نقل قاری محمد میاں مظہری کی ادارت میں نکلنے والے رسالہ ماہنامہ قاری دہلی کے "امام احمد رضا نمبر" بابت اپریل ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔

مضمون کے شروع میں ایڈیٹر کے قلم سے درج ذیل تبصرہ قابل مطالعہ ہے ملاحظہ کریں:

رضوی گلستاں کے ایک شاداب پھول کا نام "اختر رضا خاں" جو مفسر اعظم حضرت العلام ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے ہیں۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں بغرض حصول علم جامعہ ازہر مصر گئے۔ مسلسل تین سال وہاں قیام پذیر رہ کر علوم احادیث وتفاسیر میں مہارت پیدا کی۔ اور "الاجازۃ العالیہ" کی سند حاصل کی جسے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایم اے کے مساوی تسلیم کرتی ہے۔

نومبر ۱۹۶۶ء میں مصر سے واپس ہوئے۔ اور دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات پر مامور ہو گئے۔ ادھر جب انہوں نے دیکھا کہ دیابنہ کی نگاہیں امام احمد رضا کے ترجمہ پر اٹھ رہی ہیں جن کا مقصد عوام الناس میں کنز الایمان سے سوء ظنی پھیلانے کے سوا کچھ نہیں۔

تو حضرت اختر رضا سے نہ رہا گیا اور اپنے پر دادا کی مدافعت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ دراصل اس مدافعت میں اسلام کے جلیل القدر مفسرین و محدثین کی ذوات قدسیہ بھی شامل ہیں۔ یہ مدافعت اس حملہ کا نتیجہ ہے جسے مولوی امام علی قاسمی رائے پوری فاضل دیوبند وغیرہ کی گمراہ ذہنیت نے انجام دیا ہے۔ مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور یوپی سے "قرآن پر ظلم" نامی کتاب شائع کر کے جس فتنہ کا دروزاہ فرزندان دیوبند نے کھولنا چاہا تھا حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کے دلائل وبراہین نے اسے اکھیڑ پھینکا۔ ذیل کے معرکۃ الآرا تحقیقی سطور اس حقیقت کے بین ثبوت ہیں۔ امام احمد رضا نمبر کے لیے اس مضمون کو عنایت

فرما کر حضرت ازہری نے ہماری جو حوصلہ افزائی کی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔(ایڈیٹر)

[ماہنامہ المیزان، اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء، ماہنامہ قاری، اپریل۱۹۸۹ء، ص۱۲۵تا۱۵۶]

تاج الشریعہ کی تحریر کردہ یہ مکمل بحث دفاع کنزالایمان کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آچکی ہے۔ ارباب ذوق حاصل کر کے مطالعہ کریں۔ ہم یہاں بس ایک اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

"آگے چل کر قاسمی رقم طراز ہیں: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے، بہت سے علوم کی ضرورت ہے جنہیں تفسیر لکھنے والے علمانے بیان فرمایا ہے الخ۔ بعد میں ان علوم کا ذکر کیا ہے جو قرآن فہمی میں شرط ہیں پھر قرآن مجید سمجھنے کے غلط طریقہ کو بیان کیا ہے وہ یہ کہ آدمی میں شرطیں موجود نہ ہوں اور محض ترجمہ کی مدد سے مفسر بن جائے یا ہوں مگر وہ غلط عقیدہ و نظریہ کے لیے شرطوں کی مخالفت کرے ایسے کو تفسیر بالرائے کا مرتکب بتایا ہے اور اس پر جو وعیدیں آئی ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ اقول: آپ تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے مگر کچھ خبر بھی ہے امام الطائفۃ الوہابیۃ کہتا ہے سنئے وہ صاف کہتا ہے کہ "اللہ ورسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے بہت علم نہیں چاہئے۔ الخ"

الحمدللہ آپ نے اپنے امام کے کلام کو خود ہی رد کر دیا اور اپنے کلام سے اسے ان سب وعیدوں کا مستحق بھی بتادیا کہ یہ وعید جس طرح تفسیر بالرائے کے مرتکب پر ہے بدرجۂ اولی اس پر بھی ہے جو اسے جائز بتائے۔ ہمیں تو خوشی ہے کہ چاہ کن راچاہ در پیش کی مثل صادق آئی۔ رہا یہ کہ کون سچا ہے آپ یا آپ کا امام اس کا فیصلہ کسی وہابی سے کرائیے۔"

[ماہنامہ المیزان ممبئی، امام احمد رضا نمبر" بابت اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء ص۱۲۸،۱۲۷]

ردفتوائے دیوبند

اخبار روزنامہ الجمعیۃ" کے ۹/ جنوری ۱۹۸۳ء کے پرچہ میں صفحہ تین پر

"رضاخانی ترجمہ اور تفسیر نعیمی کے بارے میں مفتیان دارالعلوم دیوبند کا بیان"
کے عنوان سے بیان شائع ہوا۔ جس میں ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کو شرکیات کفریات ،بدعات اور لغویات کا مجموعہ قرار دیا گیا۔اوراس کو دیکھنے پڑھنے پڑھانے اور سننے کو ناجائزوحرام لکھا گیا۔جب تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار ہوا تو آپ نے اس کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔جواب میں آپ نے ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے ساتھ وہابی دیوبندی تراجم قرآن کے مفاسد اورایمان سوز تراجم کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ یہ جواب ماہنامہ سنی دنیابریلی شریف کے مارچ ۱۹۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔اس کا بس ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

بیان مذکورہ سراسر ہذیان سراپابہتان ہے۔سیدنااعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ مسمی بہ کنزالایمان اورصدرالافاضل کی تفسیر نعیمی اردوتراجم میں تفاسیر میں دونوں بے مثال اور قرآن عظیم کے مطالب کی تفہیم کے لیے شہرۂ آفاق اورترجمہ وتفسیر مذکور میں بارگاہ خداوندی ودربار رسالت ونبوت کا جوادب ملحوظ رکھا گیا ہے وہ ترجمہ وتفسیر موصوف کا طرہ امتیاز ہے۔بالخصوص ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان میں قاری متدبرومناظر ذی فہم بار بار یہ کہتا ہے جہاں جہاں ظاہری معنی اللہ جل وعلایاکسی رسول علیہ وعلی نبیناعلیہ الصلاۃ والسلام کی شان کے مناسب نہیں ہوتے وہاں ایساترجمہ فرمادیتے ہیں کہ اللہ ورسول کی شان عظیم میں نقص کا واہمہ بھی نہیں گزرتا اور قاری کو تنبیہ بھی ہو جاتی ہے کہ اس جگہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ شان خدااور سول کے بابت یہ اعتقاد ہوناچاہئے جو ہم نے لکھا۔اورترجمہ مذکورہ کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ آیتوں میں جہاں ظاہری طور پر تعارض معلوم ہوتا ہے ان آیات کاایساترجمہ فرمادیاہے کہ تعارض کا وہم کافور ہو جاتا ہے۔"[ماہنامہ سنی دنیا،مارچ ۱۹۸۳ء۔ص ۱۲،۱۱]

دفاع کنزالایمان:

اسی الجمیعۃ کے پرچہ میں قسط وار کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کے مفاہیم مقدسہ اوراس میں درج اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف دروغ بانی وکذب بیانی کا سہارالے کر ترجمہ اور تفسیر کو مطعون کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ۔ مگر بھلاہو تاج الشریعہ کا جنہوں نے بروقت الجمیعۃ کے اس مذموم عمل کی تردید فرمائی اور ''دفاع کنزالایمان ''کے عنوان سے ترجمہ کنزالایمان ، تفسیر خزائن العرفان کا دفاع فرمایاجو درحقیقت اہل سنت کے عقائد و نظریات کا دفاع تھا۔الجمیعۃ میں دیوبندی مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ''کے جواب میں دفاع کنزالایمان کے نام سے آپ نے متعدد قسطیں رقم فرمائیں۔جو رسائل میں خاص کر سنی دنیامیں شائع ہوئیں۔دستیاب قسطوں کی تفصیل ماہنامہ سنی دنیابریلی شریف کے حوالے سے کچھ اس طرح ہے۔

مضمون کی دوسری قسط کاجواب چوتھی قسط میں جون ،جولائی۱۹۸۳ء میں شائع ہوا جو۹؍صفحات پر مشتمل ہے۔مارچ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۴سے صفحہ ۱۹تک۔ مضمون کی چھٹی قسط کاجواب ،دیاگیا۔باقی قسطوں کی تفصیل رسالے دستیاب نہ ہونے کے سبب پیش کرنے سے معذور ہوں۔

اب مضمون کی موجودہ اقساط سے ایک دواقتباس نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین مضمون کی گہرائی وگیرائی اندازہ لگاسکیں۔ تاج الشریعہ رقمطراز ہیں:

''ہمارے پیش نظر مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ''کی دوسری قسط ہے۔اس مضمون میں مضمون نگار صاحب نے سیدنااعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ پر یوں اعتراض کا منہ کھولا ہے۔

''خانصاحب مرحوم کے ترجمہ میں تفسیر باالرائے کی ایک نہایت گمراہ کن مثال یہ ہے کہ وہ

لفظ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر کرتے ہیں۔ جیسا کہ الاحزاب آیت ۴۵ میں لکھتے ہیں۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر الخ اس جگہ مضمون نگار صاحب سے یہ کہنا ہے کہ

(۱) آپ پر لازم تھا کہ آپ اپنا دعوی ثابت کرتے کہ شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر تفسیر بالرائے ہے مگر جناب نے اپنے پورے مضمون میں اس دعوی کا اصلاً ثبوت فراہم نہ کیا تو جناب کا یہ دعوی ہنوز محتاج ثبوت ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت تک محتاج ثبوت رہے گا۔ اور آپ ہی کیا پوری دیوبندیت بھی اقامت وحجت کے عہدے سے سبکدوش نہ ہو سکے گی۔ ان شاء اللہ الکریم۔

آپ اور آپ کے جملہ رؤس اور اذناب کو چیلنج ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔''

ایک مقام پر شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را مضیض و مربی ست'' یہ اس کی سند ہے جو ہم نے کہ تھا کہ عقیدہ حاضر و ناظر میں کسی مومن کو اختلاف کی ہرگز مجال نہیں۔''

[ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۲۱]

الحاصل: تاج الشریعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر قرآن وحدیث اور کتب فقہ، لغات، سیرت وغیرہا کتب کے علاوہ مد مخالف کے پیشواؤں سے بھی ثبوت پیش کیا ہے۔ الغرض بہت ہی معرکۃ الآرا، علمی نفیس بحث فرمائی ہے۔ جس کی تفصیل یہاں موجب تطویل ہے۔ اس لیے ہم انہیں ایک دو اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہاں البتہ اس مضمون کے

حوالے سے جدہ مکہ معظمہ سے سید ظفر علی صاحب کا درج ذیل تاثر نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"ماہنامہ سنی دنیا کا شمارہ ۳/ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی خصوصاً حضرت مفتی اعظم قبلہ کا مضمون دفاع کنزالایمان بہت پسند آیا۔ اہل باطل اوران علماے سوء کے فتوی کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ ان شاء اللہ جب تک ہمارے علما رہیں گے دنیا میں کوئی سنیت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

ان العلماء ورثۃ الانبیاء بلا شبہہ علما (اہل حق) انبیاے کرام کے وارث ہوتے ہیں۔

[مرجع سابق۔ ص ۶۸]

جوابِ الہدیٰ

روزنامہ اتحاد جو ابوظبی دبئی سے نکلتا تھا اس کے ۲۶/ رجب ۱۴۰۴ھ کے پرچہ میں شامل ضمیمہ بنام "الھدی" میں اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر افشانی کی گئی۔ اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں کو اسلام سے خارج لکھا گیا۔ جواباً تاج الشریعہ نے دو قسطوں میں جواب الہدی کے عنوان سے زبردست باطل شکن مضمون تحریر فرمایا۔ چوں کہ الھدی عربی میں تھا اس لیے حضرت نے بھی عربی ہی میں جواب تحریر فرمایا۔ لیکن سنی دنیا کے قارئین چوں کہ عوام وخواص سبھی تھے اس لیے اس کے ترجمہ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی جس کو حضرت قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ نے پورا فرمایا۔ ماہنامہ سنی جون، جولائی اوراگست ۱۹۸۴ء کے دوشماروں میں مضمون شائع کیا گیا۔ مضمون کیا تھا مخالفین کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ تھا جس کی گونج آج بھی اہل باطل محسوس کرتے ہوں گے۔ مخالف کے جواب میں عموماً قلم میں تیزی آجاتی ہے اور قلم کی دھار مثل تلوار بن جاتی ہے۔ الفاظ کی تلخی زہر بن کر مد مخالف کو مار ڈالتی ہے اور بات جب اپنے باپ دادا کی ہو تو پھر آدمی کا دائرہ تہذیب میں رہ

پانامشکل ساہو تاہےلیکن قارئینتاج الشریعہ کا مضمون پڑھنے کے بعد محسوس کریں گے کہ جس شائستگی ومتانت سے حضرت نے جواب دیاہے وہ یقیناانہیں کاحصہ تھا۔ہم حضرت کے مضمون سے بس ایک اردو اقتباس نقل کرتے ہیں:

"بعد حمد وصلاۃ کے میری نظر سے رسالہ الہدیٰ میں ایک دل آزار مضمون گزراجو ابو ظبی سے شائع ہوا۔یہ مضمون دروغ اوراہل سنت وجماعت اورامام اہل سنت مولاناشاہ احمد رضاخاں قدس سرہ پرافترا وبہتان سے بھراہواہے۔بے شک یہ تمام جھوتی باتیں اس رسالہ میں ہندوستان کے کچھ لوگوں سے لی ہیں۔جن کی کوشش صرف یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت پر خصوصاًامام اہل اسلام و شیخ المسلمین علامہ احمد رضاخاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو بہتر مقام عطافرمائے) پر بہتان باندھاہے۔مضمون نگار:

"اس ملک میں ایک نئی بدعت اسلام اور مسلمانوں سے خارج گروہوں کی بدعتوں سے ظاہر ہوئی ہے۔اوروہ بریلویت ہے۔اس کے جواب میں ،میں کہتاہوں کہ ہم اہل سنت وجماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنااہل ہند میں سے دیوبندیوں کی عادت ہے۔اوران لوگوں نے ہم پر اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی تہمت لگائی ہے۔یہی اس کے سزاوار ہیں اور یہ تہمت انہیں پر چسپاں ہے۔اور بحمد اللہ ہم اسے تہمت سے بری ہیں۔

اور ہمارامذہب نہ بریلویت ہے نہ اس کے سواکوئی دوسراہی مذہب ہے ہم تواسی ملت سہل اور بیضاکے معتقد ہیں جو سرکارابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے بموجب ایسی ہے کہ اس کی رات اس کے دن کی طرح تاباں ہے۔توہم ہمیشہ سے اہل سنت میں ہیں۔اوراپنے آباواجداد سے اہل سنت کے ساتھ ہیں۔اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر خدا گواہ ہے۔مگر یہ کہ امام علامہ حبر فہامہ شیخ امام احمد رضاخاں بریلوی نے سنت سنیہ کی نصرت فرمائی اور بدعت کارد کیااور بدمذہبوں میں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کوترکی بہ ترکی جواب دئے

قادیانیوں کے رد میں ان کے اچھے رسالے ہیں۔۔۔۔۔تو ان بدعتی لوگوں نے جن کا رد ممدوح مذکور نے کیا خصوصاً دیوبندیوں نے ان پر نیا مذہب گڑھنے کی تہمت لگائی اور ان کے معتقد ان کو شہر بریلی کی طرف منسوب کرکے بریلوی کہنے لگے۔تو بریلوی اہل سنت وجماعت کا لقب ہو گیا۔الخ"[ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون جولائی، ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

اس مضمون کے حوالے سے سنی دنیا میں حضور تاج الشریعہ کے نام مولانا عبد الکریم نعیمی کا ایک خط شائع کیا گیا جس کو یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہو گا۔ملاحظہ کریں:

مکتوب

۸۶ے۔۹۲

مورخہ ۲۵؍ جولائی ۱۹۸۴ء

محترم المقام حضرت العلام اختر رضا خان صاحب ازہری مد ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مزاج ہمایوں؟

آپ کا گرامی نامہ ،اتحاد کا ضمیمہ "الھدیٰ"اور بارہ اشخاص کے پتے مشتمل کاغذ سب کچھ موصول ہوئے حسب ارشاد گرامی مندرجہ ذیل عبارت ان بارہ شخصوں کے نام بذریعہ ہوائی ڈاک گزشتہ کل روانہ کر دی گئیں۔خصوصی دعا فرمائیں۔فقط والسلام۔

محمد عبد الکریم قادری نعیمی غفرلہ۔

اظہار حقیقت:اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علیہ الرحمہ سنی صحیح العقیدہ زبردست عالم دین اور سچے پکے مسلمان تھے۔تحقیق وتدقیق کے بادشاہ شریعت وطریقت کے بادشاہ شریعت وطریقت کے آگاہ چودھویں صدی کے مجدد اور عظیم مفسر ومحدث وفقیہ ومفتی تھے۔ان کے معتقدین ومریدین سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ اور ہند وپاک بنگلہ دیش اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں ان کی اکثریت ہے۔

مطالبہ

روزنامہ ''اتحاد''ابوظبی کاضمیمہ ''الہدیٰ''مجریہ ۲۶ ؍رجب ۱۴۰۴ھ کامندرجہ شائع شدہ مضمون پر پابندی لگائی جائے۔اوراخبارات میں معذرت چھاپی جائے۔''بریلویہ نئی بدعت ہے اور بریلوی اسلام سے خارج ہیں''فقط والسلام مع الاکرام
محمد عبدالکریم قادری نعیمی غفرلہ پرنسپل ادارہ بالا۔

[سنی دنیابریلی،اگست ۱۹۸۴ء ص ۱۳،۱۴]

مدیر رسالہ ماہنامہ سنی دنیامولاناعبدالنعیم عزیزی صاحب تاج الشریعہ کے اس مضمون کے حوالے سے اپناتاثریوں تحریر کرتے ہیں:

''ویسے یہ بتادوں کہ اس تاریکی میں روشنی کی کرن پھوٹی ہے۔حضرت علامہ اختررضاخان صاحب نے دبئی کے الہدیٰ (جس نے بریلویوں کوخارج ازدین لکھاہے)اخبار عربی کاجواب عربی زبان میں دیاہے جسے علمانے سراہاہے۔[مرجع سابق ص ۴]

عصمت انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات

۱۹۸۷ء میں اسلام پورہ بھیونڈی مہاراشٹر میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر،پروفیسر عبدالرحمن مومن کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیٰ نبیناعلیہ الصلاۃ والتسلیم کے والد گرامی کوبت تراش کہنے کامعاملہ پیش آیا۔جس پر قائل پروفیسر کوتنبیہ کی گئی مسلک جمہور کاحوالہ دیاگیامگر پروفیسر نے رجوع نہیں کیا۔بلکہ آزر جوحضرت ابراہیم علیہ السلام کاچچاتھااس کے باپ ہونے پر کچھ کتابوں کے حوالے پیش کر کے صفائی دیتارہا۔عوام اہل سنت نے اسی سلسلہ میں علمائے کرام سے حکم شرعی معلوم کیا۔علماکی طرف سے خاص کر تاج الشریعہ کی جانب سے اس کامکمل مدلل اور مفصل جواب تحریر کیاگیا۔جس سے پروفیسر کی تحقیق کے سارے تانے بانے بکھر گئے۔

یہ جواب ماہنامہ قاری دہلی کے اپریل ۱۹۸۷ء کے شمارے میں شامل اشاعت ہوا۔
اس جواب سے بیشتر مدیر رسالہ قاری محمد میاں مظہری نے درج ذیل نوٹ تحریر فرمایا ہے جس سے اصل واقعہ کا پتہ چلتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے آبائے کرام وامہات کریمات کے تعلق سے تمام متقدمین ومتاخرین اہل علم و تحقیق کا یہ مسلک ہے کہ یہ حضرات موحدین تھے اور نجاست کفر سے ان کا دامن پاک ومبرا تھا۔ مگر افسوس کہ بعض نام نہاد اہل علم و تحقیق کسی نہ کسی شکل میں ان ذوات قدسیہ پر رکیک حملوں کی بدبختانہ جسارت کرکے اپنی شقاوت قلبی کا شرمناک مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک افسوس ناک مظاہرہ چندماہ قبل بھیونڈی میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر پروفیسر عبدالرحمن مومن کی جانب سے کیا گیااوران پروفیسر صاحب نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ذوی الاحترام کو بت تراش اور پجاری جیسے مشرکانہ الفاظ کے ذریعہ یاد کرکے اپنی کورباطنی اور خباثت قلبی کا ثبوت پیش کیا۔ موصوف کو اس مسئلہ میں جمہور علمائے کرام کی تحقیق سے بھی آگاہ کیا گیا مگر ہٹ دھرمی اور علمی برتری کے تکبر نے موصوف کو قبول حق سے باز رکھا۔ جس کے بعد بمبئی کے غیور اور دین دار مسلمانوں نے علمائے کرام سے رجوع کیا ذیل میں اس موضوع پر جانشین مفتئ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کا تحقیقی فتوی پیش خدمت قارئین ہے۔ ہم بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ قادر مطلق پروفیسر صاحب کی شقاوت قلبی کو محبت واحترام نبوت میں تبدیل فرما کر انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ اوراہل ایمان کو ایسے مفسدین کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین۔ (ایڈیٹر)

[ماہنامہ قاری، دہلی، اپریل ۱۹۸۷ء ص ۱۷]

تاج الشریعہ کے معرکۃ الآراجواب سے کچھ اقتباس پیش ہیں۔ جن سے نفس مسئلہ کے ساتھ

ساتھ تاج الشریعہ کی تبحر علمی کا اندازہ کیاجاسکے۔ رقم طراز ہیں:

”محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پرنور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے تمام آبائے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے۔ اس میں کوئی اس میں کوئی کافر نہ تھا۔ اوراس آیت کریمہ، الذی یراك حین تقوم و تقلبك فی الساجدین،

یعنی جو تمہیں دیکھتاہے جب تم قیام فرماتے ہو اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورے کو دیکھاحضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ای تقلبك من اصلاب طاهرة من اب لیداب الی ان جعلك نبیاً فكان نور النبوة ظاهراًفی آبائه“

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اورایک پدر سے ایک دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتاہے۔ یہاں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبی بناکرپیدا کیاتو نبوت کانورآپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔ یہ تفسیر امام ابوالحسن ماوردی نے سیدنا عبد اللہ ابن عباس سے نقل فرمائی۔ کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

”آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدنہ تھے ان کے والد کانام تارخ تھااورآزر آپ کے چچاکانام ہے جوکافر تھا۔ یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرۂنسب بیان کرتے ہیں) کاہے۔“ تمام دلائل وبراہین قلمبند کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

یہاں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آبائے کرام کاحال معلوم ہوااوروہ یہ کہ سب کے سب موحد تھے۔ ماشاء اللہ ان میں کوئی کافر نہ تھا۔ اوردیگر انبیاے کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اوران کے مقام رفیع کے شایاں یہی ہے کہ ان کانسب نجاست کفر سے پاک ہو۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن ماوردی سے امام سیوطی ناقل:

لما كان أنبياء الله صفوة عباده وخير خلقه لما كلفهم من القيام بحقه استخلصهم من أكرم العناصر وأمدهم بأوكد الأواصر حفظا لنسبهم من قدح ولمنصبهم من جرح''

[مرجع سابق، ص ۲۰]

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

جزئیہ ''من شك في كفره وعذابه فقد كفر'' کفر التزامی کے ساتھ خاص ہے یا کفر لزومی کے یہ ایک اہم اور دشوار ترین بحث ہے۔ تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے نہایت علمی و تحقیقی مدلل و مفصل جواب قلمبند فرمایا۔ جواب کی ایک ایک سطر قابل مطالعہ ہے۔ سائل چوں کہ ایک عالم تھے لہٰذا انہوں نے بہت سی علمی دلیلیں نقل کیں جن کے حضرت نے بالترتیب جواب مرحمت فرمائے۔ ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء کے شمارے میں یہ تحقیقی جواب شائع کیا گیا۔ ہم یہاں اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''فی الواقع من شك في كفره وعذابه فقد كفر، کفر قطعی (جو کلام متعین المراد کا مدلول قطعی ہوتا ہے جس کے سوا اصلاً اس کلام کے دوسرے معنٰی ہو ہی نہیں سکتے) ہی کے ساتھ خاص ہے۔ یہی وہ کفر ہے جس کے قائل کی تکفیر حتمی ہے۔ اور اس کے کفر میں شک کرنے والا خود کافر ہے۔ فقہاء کلام متبین میں قائل کی تکفیر ضرور کرتے ہیں مگر من شك في كفره وعذابه فقد كفر نہیں فرماتے۔'' کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

''تو ثابت کہ عند الفقہا کفر لزومی میں من شك في كفر مستعمل ہونا ممنوع اور زید نے جو یہ کہا کہ کافر کے کفر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک کرنا ہے الخ

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل کفر التزامی کے مرتکب کی تکفیر میں شاک کے لیے ہے نہ کہ کفر لزومی کے مرتکب کی تکفیر کے شک کرنے والے کے لیے۔ اس لیے کہ امر ضروری دینی

کا قطعی اور معلوم خاص وعام ہونا ضروری ہے۔اوراس کے لوازم سے اس کا اتفاقی ہونا بھی ضرور۔اور کفر لزومی کے مرتکب میں اختلاف ہے تو قطعیت کہاں رہی؟تواس کی تکفیر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک نہیں۔اور نہ ہی تکفیر متکلمین۔''

آخر میں فرماتے ہیں :''بالجملہ من شك فی کفرہ وعذابه کفر،التزامی کے ساتھ خاص ہے۔اور کفرہ سے مراد کفر التزامی قطعی ہے تو موضوع محمول سے خاص نہیں اوراس صورت میں تکفیر بعض مومنین لازم نہیں آتی۔البتہ کفر فقہی میں جزئیہ مذکورہ مستعمل ہونے کی صورت میں ضرور تکفیر بعض مومنین لازم آتی ہے۔''

[ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء،ص ۲۶،۲۷،۳۹]

ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے

ماہنامہ المیزان ممبئی کے فروری ۱۹۷۶ء کے شمارے میں ''کیا عکسی تصویر ناجائز ہیں ؟ کے عنوان سے ۱۰؍صفحات پر مشتمل ایک استفتا ہاشمی میاں کچھوچھوی کی طرف سے شائع ہوا۔استفتا کیا تھا بقول تاج الشریعہ :

''ایک استفتاء ہے جو بصورۃً استفتاء ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتوی ہے۔''

[ماہنامہ المیزان،جولائی،اگست ۱۹۷۶ء ص ۲۸]

یعنی استفتاء کے انداز سے لگتا ہے کہ حکم معلوم کرنا نہیں بلکہ حکم بیان کرنا مقصود ہے۔

خیر اس استفتاء میں عکسی تصویر کے جائز ہونے پر دلائل پیش کئے گئے تھے جس کے جواب میں تاج الشریعہ نے ایک تفصیلی فتوی تحریر فرمایا۔جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بابت جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا اوراسی سے من وعن ماہنامہ المیزان ممبئی میں قسط وار شائع کیا گیا۔

ماہنامہ المیزان میں پہلی قسط پندرہ صفحات پر مشتمل

''ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے۔'' کے عنوان سے جولائی،اگست ۱۹۷۶ء

میں شائع ہوئی۔ دوسری قسط تین صفحات پر مشتمل جولائی۱۹۷۷ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ تیسری قسط بارہ صفحات پر مشتمل اگست ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ مابقی قسطیں اگلے دستیاب شماروں میں فقیر کو نظر نہیں آئیں۔ مضمون خالص علمی پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو تاج الشریعہ رقم طراز ہیں:

"مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال قال لی علی رضی اللہ عنہ ألا أبعثك على ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم أن لا تدع صورة إلا طمستها، ولا قبرا مشرفا إلا سویته۔

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ کہ تم کسی تصویر کو بغیر اس کے بگاڑو نہ چھوڑو اور کسی اونچی قبر کو بغیر نیچی کئے نہ چھوڑو۔ اس حدیث میں صورۃ نکرہ منفیہ اور نکرہ حیز نفی میں مقید عموم ہوتا ہے۔ تو صورۃ میں مفید عموم ہوا اور تما جان دار کی تصویروں کی حرمت خواہ مشرکین انہیں پوجتے ہوں یا نہ پوجتے ہوں کا افادہ فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی عموم سمجھا بلکہ علی العموم حکم دیا۔ وللہ الحجۃ السامیۃ۔ جو مدعی مخصص ہے دلیل دے۔" [ماہنامہ المیزان ممبئی، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص۳۰]

مشتے نمونہ از خروارے یہ چند مثالیں تاج الشریعہ کی نگارشات کے حوالے سے سپرد قرطاس کی گئیں یہ مقام مزید تفصیل کا متحمل نہیں۔ اللہ پاک حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

[سہ ماہی امین شریعت کا
"تصانیف تاج الشریعہ نمبر" بموقع عرس چہلم
حضور تاج الشریعہ قدس سرہ ۲۰۱۸ء۔ ص۱۶۱تا۱۷۶]

حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ و تعلیق نگاری

خانقاہ رضویہ بریلی شریف اپنی مذہبی روایات و علمی خدمات کی بنیاد پر عالم اسلام میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔یوں تو عموماً خانقاہوں میں پدرم سلطان بود کی نہر موروثی سے سیرابی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔علم، عمل، تقوی، طہارت، تفقہ، تصلب، تدبر، تفکر، کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔بس نسبت پدری وجدی کے سہارے کاروبار ارادت کو فروغ دینے اور اس سے دولت کمانے، کو ہی ضرورت تصور کیا جاتا ہے۔لیکن خانقاہ رضویہ اس معاملہ میں بالکل الگ اور انفرادیت کی حامل ہے۔وہاں صرف پدرم سلطان بود پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم و عمل تقوی وطہارت کا سہارا لے کر تبلیغ اسلام کی کوششیں کی جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہند و پاک کی کوئی ایک خانقاہ ایسی نہیں ہے جہاں خانقاہ رضویہ سے زیادہ علمی کام ہوا ہو۔یہ الگ بات کہ ہند و پاک کی بے شمار خانقاہوں میں علمی و مذہبی خدمات خوب خوب انجام دی گئیں اور دی جارہی ہیں۔مگر علمی حیثیت سے خانقاہ رضویہ کو ایک منفرد و ممتاز مقام حاصل ہے۔

اس مقدس خانقاہ میں ایک سے ایک فرد جلیل عالم عدیل پیدا ہوئے۔انہیں میں ایک مبارک نام تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری نوری بریلوی قدس سرہ کا ہے۔جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کے پرپوتے اور پرنواسے ہونے کے ساتھ آپ کی علمی وراثتوں کے امین و پاسدار اور سچے وارث تھے۔آپ ایک بے باک عالم بے لوث عامل،فقیہ بے ریا، مخلص مفتی،دولت وشہرت سے بے نیاز و بے پرواپیر و مرشد،عارف باللہ، غواص بحر طریقت، علم بردار شریعت کے علاوہ بہت سے اوصاف و کمالات کے مالک تھے۔آپ کی مذہبی و مسلکی شرعی و علمی خدمات سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔یہاں ان خدمات کی تفصیل مقصود نہیں اس کے لیے تو مستقل ایک دفتر درکار ہے۔ہم

یہاں بس اپنے عنوان ”حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری“ سے متعلق قدرے تفصیل قلم بند کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے عربی اردو دونوں زبانوں میں پچاس سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑیں۔ آپ کی کتابیں تصنیف، تالیف، ترجمہ تعریب حاشیہ وتعلیق پر مشتمل ہیں۔ کئی کتابوں پر آپ نے حاشیہ آرائی وتعلیق نگاری فرمائی ہے۔ حاشیہ وتعلیق دراصل متن کتاب کے نوک پلک سنوارنے کا نام ہے۔ متن کے دقیق ومبہم مفہوم کو سمجھنے میں حاشیہ بہت مفید ومعاون ہوتا ہے۔ بہت سی کتابیں بغیر حاشیہ کے پڑھنا ذہنی خلجان کا باعث بن جاتی ہیں۔ اور ان سے بہت سی غلط فہمیاں ذہن ودماغ میں جگہ بنالیتی ہیں۔ درمختار ہی کو لیں فقہ حنفی کی کتنی مشہور ومعتبر کتاب ہے۔ البتہ فقہانے اسے بغیر حاشیہ دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

الغرض کتاب پر حاشیہ وتعلیق سے متن کی اہمیت دوبالا ہو جاتی ہے۔ تاج الشریعہ نے اردو عربی کئی کتابوں پر حاشیہ وتعلیق نگاری فرمائی ہے۔ ہم یہاں ان کی حاشیہ نگاری کے چند نمونے ش کرتے ہیں۔

المعتقد المنتقد ومعتمد المستند پر حاشیہ

المعتقد المنتقد علم عقائد میں علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی بہت ہی معتبر ومستند کتاب ہے۔ اس کتاب پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بہت ہی معرکۃ الآراحاشیہ بنام” المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد“ ہے۔ جس سے المعتقد کی اہمیت وحیثیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ متن وحاشیہ دونوں عربی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ ہندوپاک کی عمومی زبان اردو ہونے کے سبب بہت سے افراد اس کتاب سے مستفیض ہونے سے محروم تھے۔

حضور تاج الشریعہ نے معتقد ومعتمد دونوں کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا۔ نیز مختلف مقامات پر حاشیہ نگاری بھی فرمائی۔ ہم حضرت کی حاشیہ نگاری سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

معتزلہ اس بات کے منکر ہیں کہ باری تعالٰی کی صفات ماورائے ذات معانی ہوں۔معتقد کی اس عبارت پر امام اہل سنت نے ایک خاصہ علمی طویل حاشیہ تحریر فرمایا۔حاشیہ چوں کہ مفصل ہونے کے ساتھ دقیق بھی تھا اس لیے تاج الشریعہ نے امام اہل سنت کے طویل حاشیہ کا خلاصہ بشکل حاشیہ مختصر انداز میں بیان فرمایا، ملاحظہ ہو:

"اس حاشیہ کثیر الفوائد جامع الفرائد کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱)صوفیاء کرام صفات باری کو عین ذات مانتے ہیں۔

(۲)اس کے باوجود کہ وہ عینیت کے قائل ہیں اس طائفہ صوفیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ صفات باری ذات پر معانی زائدہ ہیں۔

(۳)مطلب یہ کہ صفات باری باعتبار مصداق و تحقق فی الخارج عین ذات ہیں۔ذات کے علاوہ خارج میں ان کا کوئی مصداق نہیں۔اسی معنی کو متکلمین یہ کہتے ہیں کہ صفات باری غیر ذات باری نہیں۔اور ازآنجا کہ ان صفات کے جداگانہ معانی ذات پر زائد مفہوم ہوتے ہیں۔یہاں سے متکلمین یہ فرماتے ہیں کہ صفات باری عین ذات نہیں۔

(۴)صفات باری لوازم ذات باری ہیں، جن کا اقتضاء خود ذات خداوندی ہے۔اور یہ اپنے تحقق میں ذات کی محتاج ہیں اور یہ سب صفات کمالات ذات ہیں۔جو ذات کو بنفس ذات حاصل ہیں۔تو اس ذات کا کمال ذاتی ہے جس میں استکمال بالغیر کا کوئی دخل نہیں۔

(۵)اس سے بڑھ کر یہ صوفیاے کرام وجود حقیقی کے لحاظ سے اللہ تبارک وتعالٰی کے لیے وحدت وجود ثابت کرتے ہیں۔حقیقۃً اسی کو موجود مانتے ہیں۔اس کے ماسوا کا وجود اسی کے وجود کا ظل اور مظہر ہے۔اس اعتبار سے وہ اللہ تبارک وتعالٰی کے لیے وجود مطلق اور مرتبۂ جمع ثابت کرتے ہیں اور اسی معنی کر مرتبۂ وجود واحد میں عالم کی عینیت کے قائل ہیں۔یعنی عالم اسی موجود واحد کی تجلی ہے۔

(۶)اسی معنی کر وحدت وجود مذہب حق ہے۔اس کی تفصیل نہ صرف موجب تطویل بلکہ عوام کے لیے سخت اوھام میں مبتلا ہونے کا باعث ہے۔اسی لیے صوفیاے کرام ان لوگوں کو جوان کے مصطلحات سے بے خبر ہیں اپنی کتابوں کے خصوصا محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کے مطالعہ سے منع فرماتے ہیں ۔یہ ممانعت صرف عوام کے حق میں نہیں بہت سارے اہل ظاہر علما کے حق میں بھی ہے۔پھر عوام کی گیا گنتی خود شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اپنی کتابوں میں غیر اہل کے لیے حرمت نظر کی تصریح کی ہے۔دیکھو فتاوی حدیثیہ وغیرہا۔

(۷)اولیاے کرام وصوفیاے عظام کے کلام میں بھی تشابہ واقع ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ وہ محکم اور عقیدہ اجماعیہ کی طرف پھیرا جائے گا۔"وہ اجماع محکم اس تشابہ سے کیسے رد ہوگا جس کا ذکر شیخ اکبر ترجمان طریقت کررہے ہیں۔جو ایسے طور کے بارے میں کلام کررہے ہیں جو طور عقول سے بالاتر ہے۔

(۸)مثال۔خدائے یکتاو بے ہمتا کے وحدت وجود کو سمجھنے کے لیے نور کی مثال ہے جس کی حقیقت ایک ہے، اس کے تعینات و تجلیات اور رنگ کثیر ہیں۔نور کے بارے میں علما فرماتے ہیں:

ھوالظاھربنفسه والمظھرلغیرہ، چاند، سورج، ستارے، زمین وآسمان کی روشنیاں سب اسی ایک حقیقت نور کے مظہر ہیں سب کی اصل وہی نور ہے۔اوراس کا مصداق حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو نورانوار ہے۔اور مرتبۂ وجود مطلق میں واحد ہے۔فرماتا ہے:

اللہ نور السموات والارض۔ اللہ نور ہے آسمانوں اورزمین کا۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی ساچمکتاروشن ہوتا ہے برکت والے پیڑزیتون سے جونہ پورب کانہ پچھم کا قریب

ہے، کہ اس تیل سے بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اوراللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اوراللہ سب کچھ جانتا ہے۔(کنزالایمان)

اسی طور پر وجود باری کو سمجھئے جو خود ایک ہے اور تمام موجودات کی حقیقت ہے۔ اور مرتبۂ فرق میں تمام موجودات اسی وجود واحد کے تعینات اور اسی کی تجلیات ہیں۔"

[المعتقد والمعتمد مترجم، ص ۸۲، ۸۳]

ناظرین ملاحظہ کریں کس طرح تاج الشریعہ نے ایک دشوار ترین بحث کو آسان الفاظ اور مختصر انداز میں بغیر کسی پیچیدگی کے بیان کردیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب سے رجوع کریں۔

انوار المنان فی توحید القرآن

کلام لفظی وکلام نفسی کے حوالے سے علم کلام کی ایک اہم ترین بحث پر مشتمل یہ ایک عربی رسالہ ہے جسے امام اہل سنت نے تصنیف فرمایا۔ تاج الشریعہ نے اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ کیا نیز متعدد مقامات پر حاشیہ آرائی بھی فرمائی۔ دو چند نمونے ملاحظہ کریں:

امام بخاری کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے کہا میر الفظ بالقرآن مخلوق ہے۔ اس پر نیشاپور اور علاقہ کے علمانے آپ کی مخالفت کی۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت نے امام بخاری کے حوالے سے امام محمد ذہلی کا یہ قول نقل کیا جو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ "ان سے علم کلام کا کوئی مسئلہ نہ پوچھنا اس لیے کہ اگر انہوں نے ہماری رائے کے برخلاف جواب دیا تو ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو جائے گا۔ اور خراسان میں رہنے والا ہر رافضی، ناصبی، جہمی اور خارجی ہم پر ہنسے گا۔" امام ذہبی کے قول میں رافضی، ناصبی، جہمی

اور خارجی کا ذکر بس ضمناً آیا ہے۔ تاج الشریعہ نے اس پر ایک طویل حاشیہ تحریر فرمایا جس میں انہوں نے ان چاروں گروہوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ جو بہت ہی مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو:

”رافضی وناصبی دونوں فرقے مخالف اہل سنت وجماعت ہیں، المعتقد شریف (اردو ترجمہ) میں علامہ سیف اللہ المسلول فضل رسول بدایونی نے بحث امامت میں فرمایا کہ گروہ اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ کو ان کے لیے عدالت ثابت مان کر ستھرا جاننا ہے۔ الخ۔

(باب چہارم بیان امامت، ص۲۸۶)

اس باب میں رافضی وناصبی مخالف ہیں۔

روافض کے تین فرقے ہیں۔

(۱) تفضیلی (۲) تبرائی (۳) تفضیل وتبری میں غلو کرنے والے۔

نواصب ک دو فرقے ہیں۔(۱) نواصب عراق جو حضرت عثمان غنی وحضرت علی سے بغض رکھتے ہیں۔

(۲) نواصب شام جو حضرت عثمان غنی سے بغض نہیں رکھتے۔ اور خلافت راشدہ کی انتہا حضرت عثمان غنی پر ہی مانتے ہیں اور حضرت علی کے زمانے کو فتنے کا زمانہ، ان کی حکومت کو کاٹ کھانے والی حکومت اور امت مسلمہ کی ہلاکت کا وقت شر کا زمانہ کہتے ہیں۔ الخ۔

باب چہارم بیان امامت، ص۲۸۶ معتقد اردو)

یہاں سے رافضی اور ناصبی کے درمیان قدر مشترک معلوم ہوئی۔ رافضیوں کے بعض عقائد کی تفصیل المعتمد شریف میں بیان ہوئی۔ فلیراجع ثمہ۔

کرامیہ: ابوعبداللہ محمد بن کرام کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔ کتاب ملل ونحل میں انہیں گروہ صفاتیہ سے شمار کیا۔ اس لیے کہ ابوعبداللہ محمد بن کرام نے اللہ کے لیے صفات مانی۔

مگر بالآخر اس کے قول کے مآل تشبیہ و تجسیم کی طرف پہنچتا ہے لہٰذا یہ گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

جہمیہ: جہم بن صفوان کے متبعین کو کہتے ہیں۔اور یہ خالص فرقۂ جبریہ کا ایک گروہ ہے، جو معتزلہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ازلی کی نفی کرتا ہے۔اوران سے بڑھ کر اور چند باتوں کا اعتقاد کرتا ہے۔ازاں جملہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ایسی صفت ماننا جائز نہیں جو صفت مخلوق کے لیے ثابت ہو۔اس لیے یہ بات ان کے طور پر مقتضیٰ تشبیہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے صفت حی وعالم کی نفی کرتے ہیں۔اور اللہ کے لیے صفت قادر وفاعل مانتے ہیں۔اس لیے کہ ان کے طور پر کسی مخلوق کے لیے کسی طرح کی قدرت ثابت نہیں۔

(ھٰذا ملخص من ملل ونحل)

اور تعریفات سید میں ان کی تعریف یوں ہے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کے اصحاب ہیں۔کہتے ہیں کہ بندے کو اصلاً کسی طرح کی قدرت نہیں، بلکہ وہ بمنزلۂ جماد ہے۔اور جنت ودوزخ میں جب ان کے اہل داخل ہو جائیں گے تو یہ دونوں فنا ہو جائیں گے۔یہاں تک کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہ رہے گا۔(التعریفات ص ۷۱)

المرجئۃ: یہ وہ گروہ ہے جو اس بات کا قول کرتا ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کچھ نقصان نہ دے گی۔جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت کچھ فائدہ نہ دے گی۔(ازہری)۔"

[انوارالمنان، مترجم، ص۴۶۱]

اسی سے ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔اسم کے عین مسمیٰ ہونے پر امام اہل سنت نے کلام کرتے ہوئے حضرت جبریل کے دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ان میں سے حضرت انس سے مروی طبرانی کی درج ذیل حدیث مرفوع بھی ہے۔

''انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان جبریل یاتینی علی صورۃ دحیۃ الکلبی''

اس حدیث کا ترجمہ تاج الشریعہ نے یہ کیا ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میری خدمت میں دحیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے ہیں۔ اور پھر خود اپنے ترجمہ پر حاشیہ نگاری فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"میں نے یہ ترجمہ اس طور پر کیا حالانکہ یہ بظاہر کان یاتینی، جو ماضی کا صیغہ ہے کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ ماضی انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بسا اوقات کان دوام واستمرار کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے وکان فضل اللہ علیك عظیماً۔(النساء/۱۱۳) اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(کنزالایمان)

وکان اللہ علیماً حکیماً۔(النساء/۱۱۱) اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔(کنزالایمان)

والی غیر ذلك من الشواھد۔ ازہری"[انوارالمنان، مترجم، ص۱۷]

نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری

قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری کا مرتبہ ہے۔ عالم اسلام میں صحیح بخاری کو، اصح الکتب بعد کتاب اللہ، مانا جاتا ہے۔ بہت سے علمانے اس کی شرح اور اس پر حاشیہ آرائی فرمائی ہے۔ تاج الشریعہ نے بھی اس پر عربی میں حاشیہ نگاری فرمائی ہے۔ جو کتابی شکل میں "نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری" کے نام سے المجمع الرضوی بریلی شریف، سے شائع ہو چکی ہے۔ ہم یہاں فقط حاشیہ کا عربی اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"قال الازہری غفرالہ القوی ولابویہ، اذقدسمعت ماسمعت من ھٰذہ الاحادیث فلاتغتربماورد فی الحاشیۃ ھنامن قولہ وکذالایضرہ الجلوس ونحوہ من علوالبناء والوثبۃ علیہ فانہ معارض لصریح ماتلوناعلیك ولواریدانہ لایواخذبذنب غیرہ فلایضرہ عمل غیرہ من ھٰذہ الجھۃ فصحیح اماانہ لایتاذی فکلاکیف وقدسمعت انہ یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ وھٰذایفیدك علمابان المیت یونسہ وینفعہ فی قبرہ

مایونسه وینفعه فی بیته من عمل غیره فلاالتفات الی ماقال ان وضع الجریدعلی القبرلاینفع المیت الخ۔فانه یعارض صریح الحدیث الذی وردفی ھٰذاویعارض قوله علیه السلام لعله یخفف عنهما مالم ییسا۔''

[نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری، ص۱۱]

اھلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین

یہ رسالہ امام اہل سنت کا ہے ۔موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔اردوزبان میں رسالہ لکھا گیا تھا تاج الشریعہ نے اس کی تعریب فرمائی۔اورچند مقامات پرحاشیہ بھی لگایا۔ہم ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔

امام اہل سنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوراصحاب کرام وشہداے عظام کے مزارات کے منہدم کرنے سے متعلق علامہ احمد بن علی بصری کے حوالے سے وہابیہ کی ناپاک جسارتوں کاذکر کیاتو اس مقام پر تاج الشریعہ نے درج ذیل حاشیہ رقم فرمایا:

''مرفی قول العلامة احمدبن علی البصری انه لماھدم قبورالشھداء والصحابة الکرام علیھم الرحمة والرضوان بدت اکفانھم وابدانھم ومن ھٰذایظھرانھاکانت سالمة وقدمرعلی دفن الصحابة نحوالف ومائتی عام۔فتف الف مرة لملااسماعیل ومقلدیه من الوھابیة المسودة الوجوه حیث یعتقدون فی ذاته المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مثل ھٰذه العقیدة النجسة التی لاتلیق بمسلم۔اعاذاللہ سبحانه وتعالیٰ اھل السنة والجماعة من وخامة صحبتھم۔(الازھری)

[اہلاک الوہابین فی توحید قبور المسلمین، معرب، ص۲۹]

تاج الشریعہ کی عبارت کاخلاصہ درج ذیل ہے:

یعنی علامہ احمد بن علی بصری کے قول میں گزراکہ جب شہدااور صحابہ کرام علیہم الرحمۃ

والرضوان کے مزارات مندم کئے گئے توان کے کفن اوربدن ظاہر ہوئے۔جس سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کے کفن اور جسم محفوظ تھے حالانکہ ان کی تدفین کوبارہ سوسال کا عرصہ گزرچکا تھا۔ہزار بار تف ملااسماعیل اوراس کے وہابی کالے چہرے والے پیروکاروں پر جونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے اسی طرح کا ناپاک عقیدہ رکھتے ہیں جومسلمان کے لائق نہیں۔اللہ پاک اہل سنت وجماعت کوان کی ناپاک صحبت سے محفوظ فرمائے۔

اس عبارت سے تاج الشریعہ نے اسماعیل دہلوی کی تفویۃ الایمان میں مسطورعقیدہ، معاذاللہ، نبی مرکر مٹی میں مل گئے،کی طرف اشارہ کیاہے۔اوریہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جب صحابہ کرام اور شہدائے عظام کے بارہ سوسال کے بعد بھی جسم اور کفن سلامت ہیں تونبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ کہ مرکر مٹی میں مل گئے یقیناناپاک عقیدہ ہے اور یہ کسی مسلمان کے لائق نہیں۔اللہ پاک ان ناپاک عقیدے والوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری کے حوالے سے یہ دوچند مثالیں پیش کی گئی ہیں جس سے اہل علم اورارباب ذوق تاج الشریعہ کے علمی معیاراوران کے تحقیقی مقام کابخوبی اندازہ لگاسکتے ہیں۔یہ اوراق تفصیل کے متحمل نہیں ہیں۔ورنہ مزید تفصیل پیش کی جاتی۔

دعاہے اللہ پاک اس مختصر تحریرکوشرف قبول عطافرمائے اور تاج الشریعہ کے مزارپرانوارپررحمت ونورکی بارش نازل فرمائے۔ اوران کے صدقے میں ہم کوخصوصی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

[ماہنامہ پیغام رضا احبین کا ’’تاج الشریعہ نمبر ۳۰، اگست ۲۰۱۸ء ۱۸: ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ‘‘ ص ۱۵۷ تا ۱۶۵]

تاج الشریعہ کے ہندوستانی تبلیغی دورے

تاج الشریعہ قدس سرہ کی ذات یکتاے روز گار تھی۔ تاج الشریعہ خود میں ایک انجمن تھے۔ ان کی گونا گوں خوبیاں، کمالات، اوراوصاف حمیدہ سے زمانہ بخوبی واقف ہے۔ نسب وحسب، علم وعمل، صورت وسیرت، تقوی وطہارت، تدریس وتصنیف، افتاو قضا، قیادت وسیادت، امامت وامارت، تبلیغ وخطابت جس زاویہ سے آپ کو دیکھا جائے اپنی مثال آپ ہی تھے۔

ہم یہاں اپنے عنوان کے پیش نظر حضرت کے ہندوستانی تبلیغی دوروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اس یقین کے ساتھ کہ اس مضمون میں حضرت کے تبلیغی تمام دوروں کا احاطہ ناممکن ہے۔ البتہ اس امید سے تفصیل پیش کریں گے کہ قارئین حضرات، حضرت کے تبلیغی دوروں کی اس مختصر روداد سے حضرت کی مبلغانہ شان وعظمت اور منصب خطابت کا بآسانی اندازہ لگا سکیں۔

ابتداے عمر میں ہی حضرت کو خطابت پر عبور حاصل ہو گیا تھا۔ اور کیوں نہ ہو تا مفتی اعظم ہند کی صحبتوں سے مستفیض جو تھے۔ مفتی اعظم ہند کے ساتھ جلسوں میں آپ کی شرکت اور گاہے بگاہے مفتی اعظم ہند کی موجودگی میں خطابت آپ کی شہرت ومقبولیت کے لیے سند کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ نے ملک وبیرون ملک بے شمار تبلیغی دورے فرمائے ہم ان دوروں میں سے صرف ملکی چند دوروں کا ذکر اور جلسوں، کانفرنسوں میں آپ کی شرکت وخطابت کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ہندوستانی دورے

ہندوستان کی زمین مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کے لیے دوسرے ملکوں کے مقابل بہت ہی نرم رہی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں جیسامذہبی ماحول پوری دنیامیں دیکھنے کو نہیں ملتاہے۔ادب،جذبات،وارفتگی،عبادت،علم اور عمل میں ہندوستانی مسلمان اپنی مثال آپ ہے۔یہاں جلسے اور جلوس جس کثرت سے ہوتے ہیں شاید ہی کسی اور ملک میں ہوتے ہوں۔ مذہبی روایات میں ہندوستانی مسلمان پوری دنیاسے سبقت لے گئے ہیں۔اس ہندوستان میں چھوٹے بڑے جلسے میلاد عموماً روزانہ ہوتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے ملک کے قریب قریب سبھی حصوں میں دورے فرمائے۔کچھ دوروں کی تفصیل ملاحظہ ہو:

حضرت کے پروگرام اس قدر ہوتے کہ کئی کئی ماہ قبل تاریخ لینا پڑتی۔بہت سے لوگ جلسہ میں بھیڑ اکھٹا کرنے کے لیے حضرت کانام پوسٹر میں ڈال دیتے اور حضرت کو اطلاع بھی نہیں دیتے۔سنی دنیاکے درج ذیل اطلاع نامہ سے حضرت کی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ لگایا جاسکتاہے۔ملاحظہ ہو:

"حضرت علامہ اختر رضاخان صاحب قبلہ ازہری اپناپروگرام سلسلہ وار نمبر سے دیتے ہیں جن کی دعوت پہلے آتی ہے انہیں پروگرام پہلے ملتاہے لہٰذا بروقت پروگرام نہ مانگ کر کم از کم چھ ماہ قبل دعوت کی اطلاع دیں۔حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کاپروگرام ان کے خادم خاص اور رفیق سفر جناب عبدالنعیم صاحب عزیزی دیتے ہیں۔اوراس سلسلہ میں کسی کے ساتھ نہ خصوصی رعایت برتی جاتی ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ زیادتی۔بلکہ جو پہلے رابطہ قائم کرتاہے وقت خالی ہونے پر اسے پہلے پروگرام دیاجاتاہے۔اگر کسی وجہ سے حضرت پروگرام میں شرکت نہیں کرپاتے تو اس کی اطلاع دے دی جاتی ہے۔اوراگر کوئی صاحب زادراہ بھی بھیج دیتے تو وہ فوری واپس کردیاجاتاہے۔لہٰذاپروگرام کے سلسلے میں کوئی بھی صاحب غلط

فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور نہ ہی اس کے لیے کسی کو ذمہ دار اور موردالزام ٹھہرائیں۔
[سنی دنیا، اگست، ستمبر ۱۹۸۳ء ص ۸۸]

نیز یہ بھی ملاحظہ ہو:

''حضرت علامہ ازہری صاحب کے پروگرام کی ۵/جون ۱۹۸۳ء تک کی تاریخیں بھری ہوئی ہیں۔
لہٰذا پروگرام کے لیے تاریخ مانگنے والے حضرات بعد عید کے لیے ہی لکھیں۔ حضرت کے جو پروگرام لگے ہیں ان میں ان کی شرکت اس وقت ہو سکتی ہے جب وہ ہندوستان میں موجود رہے اور اگر غیر ملکی دورہ پر چلے گئے تو تمام تاریخیں منسوخ سمجھی جائیں گی۔ حضرت کے غیر ملکی دورہ پر جانے سے قبل البتہ ان حضرات کو مطلع کر دیا جائے گا جن کو پروگرام دئے گئے ہیں۔ کسی جلسہ یا کانفرنس کے پوسٹر میں حضرت ازہری صاحب کے نام کے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں وہ شرکت فرمارہے ہیں یا شرکت کی منظوری دے دی ہے کسی جلسہ میں اگر حضرت کا نام دیا گیا اور حضرت نے شرکت نہیں فرمائی ہے اور اس جلسہ میں کوئی غیر شرعی حرکت ہوتی ہے تو ذمہ داری حضرت پر عائد نہیں ہو گی۔''

[سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء ص ۳۴]

یوں تو ملک و بیرون ملک بہت سے جلسوں، کانفرنسوں سیمیناروں میں آپ نے شرکت فرمائی ہم یہاں بس چند ملکی دوروں کا ذکر کریں گے۔

بریلی شریف:

بریلی شریف آپ کا آبائی وطن ہے۔ یہاں تو آپ نے کس قدر خطابات کئے ہوں گے اس کا اندازہ لگانا ایک مشکل امر ہے۔ البتہ کچھ جلسوں، کانفرنسوں میں آپ کی شرکت و خطابت کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

پہلا یوم رضا

امام اہل سنت کی ولادت کی مناسبت سے ملک بھرمیں دس شوال المکرم کویوم رضامنایاجاتاہے۔بریلی شریف میں اس سلسلہ میں پہلااجلاس تاج الشریعہ کی سرپرستی میں ۱۵/شوال مطابق۲۶/جولائی ۱۹۸۳ء کو منایا گیا۔اجلاس میں کئی نامور شخصیات نے بھی شرکت کی حضرت نے اجلاس کوخطاب بھی فرمایا۔اس اجلاس کی قدرے تفصیل ماہنامہ سنی دنیاکے حوالے سے ملاحظہ ہو:

"ویسے توحضور سیدنااعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۰/شوال ہے اوراصولاً اسی تاریخ میں یوم رضامنایاجاتاہے۔لیکن قائم مقام مفتی اعظم ہند اس تاریخ میں یک مناظرہ میں شرکت کی وجہ سے یوم ۱۵/شوال مطابق۲۶/جولائی نومحلہ مسجد میں حضور قائم مقام مفتی اعظم کی اوران کے برادراصغر حضرت مولانامنان رضاخاں صاحب ک زیرحمایت منایاگیا۔بریلی شریف میں یوم رضاپہلی بارمدیرسنی دنیاعبدالنعیم عزیزی کی تحریک پرمنایاگیا۔نظامت بھی مدیرماہنامہ نے کی۔ جلسہ کاتمام انتظام شہرکے نوجوانوں خصوصاً منوربخاری،حافظ الیاس،اوردوسرے حضرات رفیق صابری،اخترعلی،انورصاحب اوربشیر استادوغیرہ نے کیا۔حضرت علامہ تحسین رضاخان صاحب وحضرت مولاناحبیب رضاخان صاحب وغیرہ نے بھی شرکت کی۔قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ ،شہزادہ صدرالشریعہ حضرت علامہ بہاء المصطفی صاحب قبلہ اور مدیرماہنامہ نے تقریریں بھی کیں۔"[اگست، ستمبر،۱۹۸۳ء ص۸۵]

پہلا یوم مفتی اعظم

پہلے یوم رضامیں ہی یوم پیدائش مفتی اعظم کابھی اعلان کردیاگیاتھا۔اور بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم ہند کی ولادت کی مناسبت سے یہ پہلا اجلاس تھا۔اس اجلاس کی سرپرستی بھی

تاج الشریعہ نے فرمائی اور حضرت نے خطاب بھی فرمایا: روداد پیش ہے ملاحظہ ہو:

"یوم رضا کے موقع پر ہی اعلان کر دیا گیا تھا کہ اس سال سے یوم مفتی اعظم منانے کی شروعات بھی کر دی جائے گی۔ یہ عبد النعیم عزیزی صاحب کی تحریک پر ہوا۔ حضرت مفتی اعظم کا یوم پیدائش ۲۲/ ذی الحجہ ہے۔ لیکن چوں کہ حضرت علامہ ازہری صاحب کو حج وزیارت کے لیے جانا تھا اس لیے ارکان بزم رضائے مصطفی نے اسے جامع مسجد بریلی شریف میں پہلے ہی منالیا۔ یہ جلسہ علامہ ازہری صاحب قبلہ کی سرپرستی اور خطیب جامع مسجد مولانا سید سخاوت حسین صاحب کی صدارت میں انجام پذیر ہوا۔ نظامت کے فرائض عبد النعیم عزیزی صاحب نے انجام دئے۔ علامہ ازہری صاحب قبلہ، مولانا محمد احمد صاحب کانپوری اور عزیزی صاحب نے تقریریں کیں۔ جلسہ کا اہتمام نفیس خاں نوری، مرزا طاہر بیگ، شمو خاں وغیرہ نے کیا۔" [ماہنامہ سنی دنیا: اگست، ستمبر، ۱۹۸۳ء ص ۸۵]

جامعہ نوریہ رضویہ کا پہلا جشن دستار فضیلت

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف ملک کے ممتاز اداروں میں ایک ہے۔ ۷،۸/ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱، ۲۲/ مئی ۱۹۸۳ء، کو اس ادارہ کا پہلا جشن دستار فضیلت ہوا۔ ۱۴/ طلبا فضیلت سے فارغ ہوئے۔ تاج الشریعہ نے بانی و سربراہ کی حیثیت سے شرکت بھی فرمائی اور علم کی فضیلت پر خطاب بھی فرمایا۔ اجلاس کی روداد سے مطلوبہ اقتباس ملاحظہ ہو:

"جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کا پہلا جشن دستار فضیلت ۷،۸/ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱، ۲۲/ مئی ۱۹۸۳ء، اکبری مرزائی مسجد گھیر جعفر خاں صاحب میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا......بانی و سربراہ قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے فضیلت علم پر مختصر مگر جامع روشنی ڈالی۔"

[ماہنامہ سنی دنیا: جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۷۲]

کنزالایمان پر پابندی کے خلاف جلسہ

امام اہل سنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان دنیا کے سارے تراجم میں ممتاز و نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ تراجم قرآن میں جو شہرت امام اہل سنت کے ترجمہ کنزالایمان کو حاصل ہے پوری دنیا میں وہ کسی اور ترجمہ کو حاصل نہیں۔ کنزالایمان اہل سنت کے عقائد و نظریات کا محافظ و موید اور باطل شکن ترجمہ ہے۔

۱۹۸۲ء میں جب سعودی حکومت اور حکومت ایران نے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر پابندی لگائی تو علمائے حق نے دونوں حکومتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جلسے جلوس، سیمینار وغیرہ کئے گئے سعودی اور ایرانی حکومت کے خلاف میمورنڈم پیش کئے گئے۔ علاوہ ازیں ترجمہ کنزالایمان پر پابندی کے اسباب معلوم کئے گئے اور ان کے علما کو چیلنج مناظرہ بھی دیا گیا۔ اسی سلسلہ میں ایک احتجاجی جلسہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کے میدان میں ۲۴ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو منعقد ہوا۔ جس میں کنزالایمان پر پابندی کے حوالے سے تجاویز پاس کی گئیں۔ اس کے علاوہ ۲۵ر صفر کو موتی پارک بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور اس میں پانچ رکنی مرکزی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کا چیرمین تاج الشریعہ کو نامزد کیا گیا۔ اور حضرت کی طرف سے سعودیہ و ایران کے سفارت خانوں کو میمورنڈم بھی دئے گئے۔ ملاحظہ کریں۔ ماہنامہ لکھتا ہے:

''۲۴ر ستمبر کو جامعہ نوریہ رضویہ کے میدان میں حضرت علامہ اختر رضاخان صاحب قبلہ کی قیادت میں ایک احتجاجی جلسہ ہوا اور ترجمہ قرآن کنزالایمان پر سے پابندی ہٹانے کے سلسلہ میں تجاویز پاس ہوئیں۔ ۲۵ر صفر کو رات میں موتی پارک بریلی شریف میں ایک شاندار اعلیٰ حضرت کانفرنس منعقد ہوئی۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن پر سے پابندی ہٹانے کے سلسلے میں حضرت مولانا اختر رضاخاں صاحب، حضرت مولانا ریحان رضاخاں صاحب، حضرت

مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب ،حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب ایم پی اور حضرت مولانا سید اسرار الحق صاحب ایم پی پر مشتمل ایک پانچ رکنی مرکزی کمیٹی کی تشکیل بھی کی گئی ہے۔ جس کا چیرمین حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت اختر رضا خاں صاحب کی طرف سے ممالک نجدیہ وایران کے سفارت خانوں کو میمورنڈم بھی دئے گئے ہیں۔ کہ اگر پابندی کی خبر جھوٹی ہے تو وہ جلد اس کی تردید کریں۔ اور اگر خبر صحیح ہے تو پابندی کی وجہ بتائیں اور ہمارے علما سے جہاں چاہیں اس میں مناظرہ کر لیں کہ ترجمہ اعلیٰ حضرت صحیح ہے۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت ہی حق ہے۔"

[سنی دنیا، جنوری ۱۹۸۳ء ص۵،۴]

کھیلم ضلع بریلی

ضلع بریلی کے ایک گاؤں کھیلم کے ایک اجلاس میں تاج الشریعہ نے صدارت فرمائی اور بہت سے افراد کو داخل سلسلہ فرمایا۔ ملاحظہ ہو:

"حضرت علامہ ازہری صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا....بے شمار لوگ حضرت سے مرید ہوئے۔"[جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۷۴]

ادارۂ شرعیہ بہار کے وفد کا دورۂ آسام

تاج الشریعہ اورادارہ شرعیہ بہار کے سرپرست رئیس القلم علامہ ارشد القادری اور دیگر چند معتمد علما کے ایک وفد نے ۴؍ جنوری ۱۹۸۷ء سے ۱۲؍ جنوری تک آسام کے دورے کئے۔ آسام کے ناگفتہ بہ حالات کے پس منظر میں جا بجا خطابات ہوئے۔ اہل آسام کو صبر واستقامت کی تعلیم دی گئی۔ حالات سے نبرد آزمارہ کر باطل سے پنجہ آزمائی کا درس دیا گیا۔ ماہنامہ قاری سے تفصیل ملاحظہ ہو:

"حضرت مولانا عابد حسین نوری سربراہ انجمن تنظیم المسلمین تین سکیا کی دعوت پر ۴؍ جنوری

۱۹۸۷ء سے ۱۲/ جنوری تک ادارۂ شرعیہ بہار کے ایک وفد نے آسام کا دورہ کیا۔ شرکائے وفد میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مرجع اہل سنت علامہ اختر رضاخاں ازہری، ادارہ کے سربراہ علامہ ارشد القادری، تنظیم المسلمین بائیسی کے مفتی حضرت مولانا محمد ایوب مظہر، مہتمم حضرت مولانا رحمت حسین کلیمی اور مدیر سنی دنیا حضرت مولانا عبد النعیم عزیزی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں ۔ ارکان وفد نے تین سکیا، مارگریٹا، ڈگیوتی تیجوباڑی، ڈیرا گڑھ، منگل دیسی، جورہاٹ اور گوہاٹی میں بڑے بڑے اجتماعات کو خطاب کیا۔ مسلمانان آسام کے مسائل کے حل کا جائزہ لیتے ہوئے وفد نے محسوس کیا کہ اب ایک یقینی مستقبل کے لیے ان کی قوت ارادی جوان ہو گئی ہے۔ پہلے جیسا خوف وہراس اب ان کے اندر موجود نہیں ہے۔ پھر بھی وفد کے ارکان نے اپنے خطاب عام میں ہر جگہ کتاب وسنت کی ہدایات کے مطابق انہیں صبر واستقامت کے ساتھ حالات کا سامنا کرنے کی تلقین کی۔ اور یکساں سول کوڈ کے بطن سے پیدا ہونے والی مذہبی ہلاکتوں کی طرف ان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ پوری قوت کے ساتھ حکومت کی اس تجویز کی مخالفت کریں۔ نئی نسلوں کو اسلام وسنت کے ساتھ وابستہ رکھنے کے لیے دار العلوم مخدومیہ کے نام سے ایک بہت بڑے سنی دار العلوم کی تجدید کی گئی۔ اور دس بیگھہ رقبہ زمین پر اس کی تعمیر اور اہتمام انصرام کی پوری ذمہ داری حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کے سپرد کی گئی۔ آسام کے اس دورہ میں حضرت علامہ ازہری کے دست مبارک پر تقریباً ساڑھے تین ہزار افراد سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔"

[ماہنامہ قاری، مارچ ۱۹۸۷ء ص ۶۳،۶۲]

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

۳۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ مطابق ۳۱/ جنوری ۱۹۸۷ء کو عرس حافظ ملت اور جامعہ اشرفیہ

کا جلسہ دستار فضلیت ہوا۔ جس میں شارح بخاری اور دیگر معتبر علما کے ساتھ تاج الشریعہ نے بھی شرکت فرمائی۔ علما کے بیانات ہوئے۔ شارح بخاری نے اپنی تقریر میں تاج الشریعہ کی گرفتاری کے حوالے سے نجدی حکومت کی پرزور مذمت کی۔ اور ساتھ ہی اجلاس کی تجاویز میں ایک تجویز آپ کی گرفتاری کی بابت بھی پاس کی گئی جس میں کہا گیا کہ نجدی حکومت نے تاج الشریعہ کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا اس پر حکومت حضرت سے بلکہ پورے عالم اسلام سے معافی طلب کرے۔ اور حضرت کو مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کا موقع دے۔ ماہنامہ قاری کے حوالے سے اجلاس کی مطلوبہ روداد ملاحظہ ہو:

"اس کے بعد نائب مفتی اعظم ہند نے .... جانشین اعلی حضرت حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری کی سعودی عرب میں گرفتاری کی پرزور مذمت فرمائی..... ۱۱ ربج کر ۵۵ منٹ پر قل شریف ہوا حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سر براہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ نے شجرہ رضویہ پڑھا۔ اور جانشین اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلی شریف، نے دعا فرمائی۔

نیز آپ کے اور دوسرے علما و مشائخ کے ہاتھوں ایک سو اکیس فارغ شدہ علما حفاظ و قرا کی دستار بندی وجبہ پوشی ہوئی...... تجاویز: حج کے موقع پر غاصب و ظالم نجدی حکومت نے مکہ مکرمہ میں مقتدائے اہلسنت حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری کو گرفتار کر کے انہیں ذہنی اذیت میں مبتلا کیا اور کروڑوں خوش عقیدہ مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا حضرت موصوف کو مدینہ منورہ جانے سے روک کر بالجبر ہندوستان واپس کر دیا آج کا یہ نمائندہ اجلاس نجدی حکومت کی سخت مذمت کرتا ہے اور اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ سعودی حکومت اپنے اس نازیبا فعل پر حضرت موصوف نیز پوری دنیائے اسلام سے معافی مانگے اور انہیں مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کا موقع دے۔ [ماہنامہ قاری، مارچ ۱۹۸۷ء ص ۶۹]

اڑیسہ و بنگال

فروری ۱۹۸۳ء میں اڑیسہ بنگال کے بہت سے علاقوں میں تاج الشریعہ نے دورے کئے اور خطابات فرمائے۔ عموماً جلسوں میں اہل سعود اور اہل ایران کی طرف سے ترجمہ کنز الایمان پر پابندی کے خلاف تقریریں کیں اور اپنے جد امجد کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی خوبیوں سے عوام و خواص کو روشناس کرایا۔ رسالہ سنی دنیا میں لکھا ہے:

''قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ اور ان کے خادم مدیر سنی دنیا عبد النعیم عزیزی نے راور کیلا، سندر گڑھ، سمبل پور، بیل پہاڑ، کلکتہ ڈنلپ ہوبلی وغیرہ کے دس روزہ کامیاب دورے کئے اور ہر جگہ جلسوں میں کنز الایمان پر پابندی کے خلاف احتجاج کیا۔ اور ترجمہ قرآن کنز الایمان کے محاسن پر تقریریں کیں۔''

[ماہنامہ سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء ص ۳۶]

کلکتہ، ہوڑہ، مہاراشٹر، گجرات کے دورے

مارچ اپریل ۱۹۸۴ء میں مہاراشٹر، گجرات، کلکتہ وغیرہ مختلف علاقوں کے دورے فرمائے۔ اور بہت سے احباب کو دامن کرم سے وابستہ فرمایا۔ رسالہ سنی دنیا میں لکھا ہے:

''مارچ کے دوسرے ہفتہ سے اپریل کے پہلے ہفتہ تک قائم مقام مفتی اعظم کا تبلیغی دورہ۔

قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری صاحب نے وسط مارچ سے شروع اپریل تک ضلع بدنا پور کے مواضعات بہادر پور، بجھار پور، شاہ پور اور کلکتہ ہوڑہ و شہر کے مختلف علاقوں میں پروگرام دئے۔ ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

۲۲/مارچ تا ۵/اپریل مہاراشٹر و گجرات کے دورے کئے۔ یہاں بھی ہزاروں لوگ ان سے مرید ہوئے۔''

[سنی دنیا اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۵۵]

گرسہائے گنج کا جلسہ دستار فضیلت

گرسہائے گنج میں جامعہ عربیہ مظہر العلوم کے دوروزہ اجلاس دستار فضیلت کے پہلے دن آپ نے شرکت فرمائی۔ رسالہ لکھتا ہے:

"جامعہ عربیہ مظہر العلوم گرسہائے گنج کا دوروزہ جلسۂ دستار فضیلت ۲۲/۲۳/مارچ کو اختتام پذیر ہوا۔ ۲۲/مارچ کے پروگرام میں قائم مقام مفتی اعظم نے بھی شرکت کی۔"

[سنی دنیا اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

کانپور اور اناؤ کا دورہ

کانپور اور اناؤ کے جلسوں میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی اور بہت سے لوگوں کو شرف ارادت سے مشرف فرمایا۔ رسالہ لکھتا ہے:

"انجمن بانگ حرم کی جانب سے کانپور میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ اور انوارہ صفی پور اناؤ میں بھی حضرت نے ایک بڑے جلسے میں شرکت کی سیکڑوں افراد داخل سلسلہ ہوئے۔"

[سنی دنیا اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

عمرپور ضلع کھیری

۸/جون ۱۹۸۳ء ضلع کھیری کے گاؤں عمرپور میں مفتی اعظم کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اگلے دن لکھیم پور میں ایک مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اور بہت سے لوگوں کو داخل سلسلہ فرمایا۔ رسالہ لکھتا ہے:

"حضرت علامہ ازہری صاحب اوران کے خادم جناب عبدالنعیم عزیزی نے عمرپور میں ۸/جون کو مفتی اعظم کانفرنس میں شرکت کی۔ اور ۹/جون کو حضرت نے لکھیم پور میں سنہری مسجد کا افتتاح کیا۔ جلسہ کی صدارت فرمائی۔....ان دوپروگراموں میں پچاسیوں حضرات حضرت علامہ ازہری صاحب سے داخل بیعت ہوئے۔" [جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۷۴]

شیخوپور بدایوں

بدایوں شریف کے مشہور قصبہ شیخوپور میں ۹؍جون ۱۹۸۳ء میں ایک جلسہ میں شرکت فرمائی جلسہ حضرت ہی کی سرپرستی وصدارت میں ہوا۔ یہاں بھی حضرت سے بہت سے لوگوں نے شرف بیعت حاصل کیا۔ ملاحظہ ہو:

"۹؍جون شیخوپور بدایوں میں محفل نور منعقد ہوئی۔ جلسہ کی صدارت وسرپرستی حضرت علامہ اختر رضاخاں صاحب نے فرمائی.... یہاں بھی کافی لوگ حضرت سے داخل سلسلہ ہوئے۔"

[جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۴۷]

ادری میں جشن غوث الوریٰ

جولائی ۲۰۰۸ء ادری ضلع مؤ کے جشن غوث الوریٰ میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی۔ اہل محبت نے والہانہ استقبال کیا۔ بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ مدارس اور مختلف تنظیموں کے ذمہ داران نے حضرت سے شرف لقاحاصل کیا۔ مسلک اعلیٰ حضرت دین حق ہی کا نام ہے اس حوالے سے حضرت نے عمدہ خطاب فرمایا۔ اور حضرت ہی کی دعاؤں پر اجلاس اختتام کو پہنچا۔ تفصیل ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور سے ملاحظہ ہو:

"۵ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ کو انجمن ملت اسلامیہ کے زیر اہتمام جشن غوث الوریٰ کے حسین موقع پر تاج العلماء حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری ادری تشریف لائے۔ سیکڑوں عاشقان امام احمد رضانے ٹیکسی اسٹینڈ پر ان کا عظیم الشان استقبال کیا قطار در قطار عاشقان شوق کا یہ قافلہ نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ جلوس کی شکل میں حضرت کو قیام گاہ تک لایا۔ چند ساعت آرام کے بعد پروانوں کی بھیڑ پھر جمع ہونا شروع ہوگئی۔ جوق در جوق لوگ سلسلے میں داخل ہو رہے تھے اور یہ سلسلہ عشاء بعد تادیر قائم رہا ادھر جلسہ غوث

الوری کی کاروائی شروع ہو چکی تھی۔ نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ یہ جلسہ ۳؍ بجے شب تک جاری رہا۔

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری نے دو گھنٹہ تک انتہائی موثر خطاب فرمایا۔

پھر تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری میاں صاحب نے خطاب فرمایا۔

حضرت نے ایمان افروز تقریر کی مسلک اعلیٰ حضرت کو واضح فرمایا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے، بلکہ ان کا طریقہ صحابہ تابعین وصالحین کا طریقہ تھا۔ انہوں نے اسلاف کے مسلک کی ترجمانی کی۔ حضرت کی زیارت کے واسطے مختلف اضلاع سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ مختلف مدارس وتنظیموں کے صدر و معتمد واراکین نے حضرت سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کیا صلاۃ وسلام کے بعد حضرت کی رقت انگیز دعاؤں کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔

[ماہنامہ اشرفیہ ستمبر ۲۰۰۰ء صفحہ نمبر ۵۵]

بھلوئی میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ

قصبہ بھلوئی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اجلاس منعقدہ ۳؍ فروری ۱۹۸۷ء میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی اور نصیحت آمیز خطاب فرمایا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ قاری کی درج ذیل خبر:

”مورخہ ۳؍ فروری ۱۹۸۷ء

قصبہ بھلوئی جامعہ بازار میں ایک شاندار جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت حضرت علامہ الحاج مولانا شبیہ القادری صاحب بانی غوث الوریٰ عربی کالج منعقد ہوا جس میں میزان شریعت حضرت علامہ الحاج اختر رضا خاں سجادہ نشین حضرت مفتی اعظم بریلی شریف

.....نے شرکت فرما کر جلسے کو خطاب کیا اور اپنے پند و نصائح میں ہزاروں کے مجمع کو اسلامی حدود میں زندگی گزارنے کی دعوت دی۔''

[ماہنامہ قاری اپریل۱۹۸۷ء صفحہ نمبر۷۵]

ممبئ میں عرس مفتی اعظم

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا وصال ۱۳؍ نومبر ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ آپ کے سہ ماہی عرس کے سلسلے میں ممبئ مستان تالاب ناگپاڑہ میں آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما کے زیر اہتمام تاج الشریعہ کی صدارت میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ اور بہت سے نامور علمانے شرکت فرمائی۔ تاج الشریعہ کا معرکۃ الآرایاد گار خطاب ہوا۔ اجلاس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

''بمبئ ۹؍ فروری کو مستان تالاب ناگپاڑہ پر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کے زیر اہتمام حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان صاحب بریلوی کے سہ ماہی عرس کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ عام زیر صدارت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب بریلوی نواسہ مفتی اعظم ہند و صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء منعقد کیا گیا۔ جلسے کا افتتاح حضرت مولانا قاری تراب علی خطیب مینارہ مسجد نے تلاوت قرآن پاک سے کیا اناونسنگ کے فرائض مولانا منصور علی نے انجام دیے کم و بیش پچاس علماء و ائمہ مساجد نے شرکت فرمائی۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سنی مسلمان صرف حضور مفتی اعظم ہند کے عمل کو اپنالیں تو ہماری نجات ہے۔ مفتی اعظم ہند کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے نظامی صاحب نے فرمایا کہ علماء مفتی اعظم ہند کو متقی کہتے ہیں۔ لیکن وہ متقی نہیں بلکہ تقویٰ تھے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے صدر جلسہ مولانا اختر رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ وہ عمل نہیں تھے بلکہ عمل تھے مفتی نہیں تھے بلکہ فتویٰ تھے۔ اس کی

تشریح کرتے ہوئے صدر جلسہ مولانا اختر رضا خان صاحب نے فرمایا کہ مفتی اعظم ہند کا ہر فعل ہر قول ہمارے لئے فتوی ہے۔ دنیا جب تک رہے گی حضرت مفتی اعظم کا فیض اس عالم پر رہے گا۔"

[ماہنامہ المیزان ممبئی مارچ ۱۹۸۲ء ص۱۱،۱۰]

املنیر ضلع جلگاؤں کا جلسہ

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی پیدائش ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے سو سال ہو جانے پر یعنی ۱۴۱۰ ہجری کو دارالعلوم عباسیہ کی بزم رضا جمعیۃ الطلبا املنیر ضلع جلگاؤں کی طرف سے صد سالہ جشن کی تقریب رکھی گئی۔ جس میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی اور ہزاروں لوگوں کو دامن کرم سے وابستہ فرمایا۔ ماہنامہ قاری کے حوالے سے اجلاس کی تفصیل اس طرح ہے۔

"مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو املنیر میں بزم رضا جمیعۃ الطلباء دارالعلوم عباسیہ کی جانب سے صد سالہ جشن حضور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی منایا گیا۔ جس میں جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان ازھری صاحب نے شرکت فرمائی ہزاروں کی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے" [ماہنامہ قاری دہلی فروری ۱۹۹۰ء ص۷۶]

پانچوں پیرن سلطان پور

۳/مئی ۲۰۱۱ء مطابق ۲۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ کو الجامعۃ القادریہ پانچوں پیرن سلطان پور کے ایک اجلاس میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی۔ بڑے ہی محبت آمیز انداز اور والہانہ طریقہ سے آپ کا استقبال کیا گیا۔ بہت سے افراد کو داخل سلسلہ فرمایا۔ اور بہت ہی عمدہ اور یادگار خطاب فرمایا۔ بیعت کا مقصد بتاتے ہوئے لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے اور بدمذہبوں سے بچنے کا حکم دیا۔ فرائض و واجبات اور سنن کو وقت پر ادا کرنے کی تلقین

فرمائی۔ صلح کلیوں سے دور رہنے اور خود متحد رہنے کا حکم فرمایا۔ اس اجلاس کی پوری تفصیل رسالہ "سہ ماہی امجدیہ" میں جس طرح بیان کی گئی ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے ہم پوری تفصیل بعینہ نقل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"پہلی بار تاج شریعت آفتاب علم و حکمت ماہتاب شریعت و طریقت اختر برج ہدایت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سلطان پور کی سرزمین کو شرف بخشا اور مولانا محمد محمود رضوی کو اپنی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ۳؍ مئی ۲۰۱۱ء بروز منگل سلطان پور کے لیے ایک تاریخی اور یادگار دن تھا۔ الجامعۃ القادریہ کی دعوت پر پہلی بار پانچوں پیرن سلطان پور کی سرزمین پر دنیائے اسلام کی معروف اور مقتدر ہستی فقیہ اسلام تاج شریعت وارث علوم مجدد دین و ملت نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری جانشین مفتی اعظم و قاضی القضات فی الہند کی جلوہ گری کیا ہوئی، کہ ہر سو مرحبا یا سیدی مرحبا کے روح پرور نعروں سے پورا سلطانپور گونج اٹھا۔ سلطان پور کا چپہ چپہ اپنے آقائے نعمت پیشوائے امت کے دیدار کے لئے بے قرار اور ایک جھلک پانے کے لیے سراپا منتظر نظر آیا۔ ہر شخص اسی جلوے میں کھو جانا چاہتا تھا سب کی نگاہیں اس نوری پیکر کی راہوں میں بچھی ہوئی تھیں۔ جن کا وجود اہلسنت کے لئے نعمت عظیم سے کم نہیں .....عالمگیر شخصیت کی آمد پر جس عظیم الشان پیمانے پر اہل سلطانپور نے استقبالیہ پیش کیا اس نے اپنوں اور بیگانوں سبھی کو متحیر کر دیا۔

جس طرز پر تاج الشریعہ کی آمد پر سلطان پور کو سجایا گیا وہ روح پرور منظر اپنی دل کشی اور زیبائی کیلئے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا شہر کا کونہ کونہ بقعہ نور اور ہر چونگی چوراہا اور بڑی عمارت قد آدم پوسٹروں بینروں اور استقبالیہ اگر ہیڈنگوں سے سجا اور سنورا ہوا نظر آیا۔ تاج شریعت کی آمد کیا ہوئی ایسا لگا جیسے کوئی نور کا انسان فرش زمین پر اتر پڑا ہے نور پیکر میں تراشا ہوا اہلسنت کا راج دلارا اہل محبت کی دل کی دھڑکن اور اہل عقیدت کی آنکھوں کا نور اعلیٰ حضرت

کا شہزادہ والاتبار جس کا نقش کف پا گمگشتگان منزل کے لیے راہ ہدایت و ذریعہ نجات ہے۔ ہزارہاہزار کا جم غفیر اہل ایمان کا ٹھاٹیں مار تا انسانی سمندر حق و صداقت کے امین اور تقوی وطہارت کے علمبر دار سر خیل علمائے عصر افقہ فقہائے دہر ازہری میاں کی راہوں میں پلکیں بچھائے دیدار کی تمناؤں سے سرشار تھا۔ رات کا آخری حصہ صبح طلوع ہونے کو تھی کہ شہزادہ اعلیٰ حضرت کا نورانی قافلہ صدائے اللہ اکبر کی گونج میں منبر نور پر جلوہ افروز ہوا ہر شخص ٹکٹکی باندھے ساکت و جامد اپنی اپنی جگہوں سے گردنیں لمبی کر کے وارث انبیاء کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشنی بخش رہا تھالوگوں کی بھیڑ اور اہل عقیدت کے ازدہام کے سبب سیکڑوں کی تعداد میں مضبوط رضاکاروں کا دستہ تحریک خاکساران حق کی جاں باز فوج اور سرکاری پولیس کا عملہ بھیڑ کو قابو میں رکھنے کے لئے مستعد و مقرر تھا۔ وہ منظر بھی کتنا حسین تھا جب ایک طرف اعلیٰ حضرت کا شہزادہ دوسری جانب محدث کبیر اور درمیان میں شہزادہ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خان کے ساتھ۔۔۔ درجنوں علماء اور قائدین جلوہ بار تھے۔ اور ان سب کے بھی ایسا لگ رہا تھا کہ چودھویں کا چاند زمین پر اتر آیا ہے ہر صاحب ایمان کی دلی تمنا تھی کہ ان جلووں کو اپنی نگاہوں میں بسالیں صاف شفاف نورانی چہرہ سر سے پیر تک انوار و تجلیات میں ڈوبی ہوئی ذات کی رعنائیوں کو لفظوں کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا وہ کیف آور لمحے محسوس کئے جاسکتے ہیں بیان نہیں ہوسکتے۔ تاج شریعت کی زبان کھلی تو ہر طرف سناٹا چھا گیا ایسا لگا کہ زبان شہزادے کی ہے اور تکلم امام احمد رضا فرمارہے ہیں شہزادے کی اداؤں میں مفتی اعظم کی زندگی کے نقوش صاف جھلک رہے تھے۔ ہونٹ ہلے اور پھولوں کی برسات ہونے لگی فرمائش پر وہ سوئے لالہ زار کے چند بند ترنم میں پیش فرمائے۔ پھر مرشد عرب و عجم اور داعی و مصلح کے دست کرم میں ہزاروں خواتین و حضرات نے اپنا ہاتھ دے کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غلاموں کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا وعظ کے چند کلمے ارشاد فرمائے جو

تمام مریدان باصفا اور پیران باوفا کے لیے رہنما اور ضروری اصول کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری بیعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ اہلسنت کے پاکیزہ مذہب اور اعلیٰ حضرت کے مسلک پر سختی سے قائم رہیں دیوبندیوں وہابیوں اور تمام گمراہ فرقوں سے احتراز کلی کریں فرائض وواجبات اور سنن کو ان کے وقتوں پر ادا کریں جو لوگ دنیا کے حرص وہوس میں مبتلا ہو کر خدا اور رسول کے دشمنوں سے اختلاط اختیار کر رہے ہیں ان کا یہ طریقہ مذہب اور مسلک کے سخت خلاف ہے اس سے سب بچیں اور اہل سنت آپس میں متحد ہوں۔"

[سہ ماہی امجدیہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۱ء صفحہ ۵۹، ۶۰]

مشتے نمونہ از خروارے تاج الشریعہ کے ہندوستانی دوروں کی چند جھلکیاں تھیں۔ تفصیل کے لیے دفتر درکار اور تمام دوروں کا احاطہ مشکل۔ ان چند مثالوں سے حضرت کی داعیانہ شان وعظمت اور مبلغانہ قدر ومنزلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تاج الشریعہ اپنے دور کے ایک عظیم مبلغ اور بے مثال خطیب ومقرر تھے۔ اللہ پاک ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے صدقہ ہمیں بھی مذہب ومسلک کی تبلیغ، ترویج، اشاعت اور خدمت کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

ماہنامہ سنی دنیا کا نقوش تاج الشریعہ نمبر،
بابت ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ، محرم الحرام ۱۴۴۰ھ
مطابق ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۸ء ص ۱۰۴۹ تا ۱۰۵۷۔

تاج الشریعہ اور مکتوبات و مراسلات

انسانوں میں مکتوب نگاری کا رواج صدیوں پرانا ہے۔اسے خاص کسی صدی سے مختص کرنا اور یہ کہنا کہ مکتوب نگاری فلاں صدی میں شروع ہوئی بس اندازوں پر منحصر مانی جاسکتی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔اہل علم کے نزدیک انبیاے کرام میں خاص کر سلیمان علیہ السلام اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط عموماً زیر بحث رہے ہیں۔اور اسلاف میں شیخ مجدد الف ثانی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے مکاتیب کو کافی شہرت حاصل ہوئی ہے۔برصغیر میں دیگر علماو دانشوارن قوم کے مکتوبات سے قطع نظر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے مکاتیب کو بھی خوب پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔اور اس سے اہل علم نے خوب استفادہ بھی کیا ہے اور کر رہے ہیں آگے بھی کرتے رہیں گے۔

اردو نثر کی بات کریں تو مکتوب نگاری اردو نثر کی ایک باضابطہ اور مستقل صنف شمار کی جاتی ہے۔یہ صنف اپنے آپ میں بڑی وسعت کی حامل ہے۔اس میں کسی عنوان، کسی موضوع، کسی خاص فکر یا کسی خاص انداز کی قید نہیں ہے۔اردو نثر کے اسلوب کے دائرے میں مافی الضمیر بیان ہو جائے بس مکتوب ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔یہاں ایک بات کا خیال رہے کہ مکتوب نگاری اور مراسلہ نگاری یہ الگ دو صنف نہیں ہیں بلکہ ایک ہی صنف میں دونوں شامل ہیں۔اس میں اگر غور کیا جائے تو کوئی بڑا فرق بھی نہیں ہے مکتوب اور مراسلہ ایک ہی چیز کا نام ہے دونوں کا ماخذ و مرجع ایک ہی ہوتا ہے البتہ مرجع الیہ دو ہوتے ہیں۔مکتوب جسے خط سے تعبیر کرتے ہیں وہ خاص ہوتا ہے کسی شخص کے نام کسی مجلس کے نام چند احباب کے نام۔

اور مراسلہ عام ہوتا ہے پوری قوم کے نام۔

مکتوب خفیہ رکھا جاتا ہے اور مراسلہ کو عام اور ظاہر کیا جاتا ہے۔الغرض مکتوب و مراسلہ اپنی

اصل اوراپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے توایک ہی ہیں البتہ مرجع الیہ اور مرسل الیہ کے اعتبار سے مختلف ہیں، اسی لیے اہل علم کے یہاں مکتوب اور مراسلہ دونوں کومکتوبات ہی میں شمار کیاجاتاہے۔ دور حاضر میں مکتوب نگاری کا چلن آخری سانسیں لیتا نظر آرہاہے۔ ایک دہائی پہلے تک مکتوب نگاری کاخوب دور رہا، مگر اب انٹرنیٹ سے میل کی آمدورفت، وہاٹس ایپ ٹیلی گرام اور دیگر سوشل میڈیائی سروسز سے پیغام رسانی کافی حدتک آسان ہونے کے سبب خطوط نگاری کا سلسلہ ختم ساہو گیاہے۔ مگر اس کے باوجود بھی خطوط نگاری کی اہمیت وافادیت اب تک برقرار ہے۔ اس کی زندہ مثال اکابر علماومشائخ ودانشوران قوم کے مکاتیب وخطوط کی ترویج و اشاعت ہے۔ جودن بدن ترقی پارہی ہے۔ اس صدی میں جس قدرمکتوبات ومراسلات کے مجموعے شائع ہوئے اور جس قدراسلاف کے مکتوبات پر کام ہوا پچھلی صدیوں میں اس کاعشر عشیر بھی نہیں پایاجاتا۔

ہم یہاں یہ بھی باور کرادیں کہ مکتوب ومراسلہ کی اہمیت وافادیت مکتوب نگار کی ذات پر منحصر ہوتی ہے۔ ذات جس قدر معتبر ومستند ہوگی خط کواسی قدراستنادواعتبار کی نگاہ سے دیکھاجائے گا۔ نبی کریم ﷺ کے خط کے مقابلے کائنات میں کسی کاخط نہیں رکھاجاسکتا کیوں کہ ذات اس قدربلندوبالاہے کہ اس کے مقابلے کاامکان ہی نہیں ہے۔ توپھر خط کا کیامقابلہ؟ درجہ بدرجہ یہ سلسلہ نیچے تک رہے گا۔ جو جس قدر معزز، مکرم، معتبر، مستند، ہو گا خط کو بھی اسی اعتبار سے عزو تکریم استنادواعتبار حاصل ہو گا۔ مکتوب نگاری کے حوالے سے اس مختصر تمہید کے بعد ہم اپنے عنوان کی طرف رخ کرتے ہیں اوراپنے عنوان کے پیش نظر، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے خاندان کے چشم وچراغ، اہل سنت کے مایہ نازعالم، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضاخان صاحب قادری، نوری، ازہری، بریلوی، نوراللہ مرقدہ، کی مکتوب نگاری کے حوالے سے

چند سطور قلمبند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ کے تعارف کی یہاں بالکل حاجت نہیں ہے۔کیوں کہ تاج الشریعہ خود ہی اپنا تعارف ہیں۔علمی حیثیت، خاندانی اثر ورسوخ، خانقاہی وقار، ولایتی معیار، فقہی مقام، تحقیقی مزاج، مذہبی ومسلکی تصلب، سیاسی تدبر، یہ چند وہ خوبیاں ہیں جن کے سبب تاج الشریعہ زمانہ بھر میں مشہور ہیں۔ آپ کی مکتوب نگاری میں یہ ساری خوبیاں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔

زبان کا اسلوب عمدہ و انوکھا، تحریر خوبصورت، انداز بیان سلیس ورواں، آپ کے مکاتیب کا اہم حصہ ہے۔آپ کے مکاتیب ومراسلات ،مذہبی، شرعی، سیاسی، سماجی، ہر موضوع پر موجود ہیں۔ آپ کے خط اکابر علما، تلامذہ وخلفا اور ارباب علم ودانش اور اہل سیاست کے نام ہوا کرتے تھے۔البتہ آپ سے علما، دانشوران قوم، کے علاوہ عام طبقہ نے بھی بذریعہ مکتوب اکتساب فیض کیا ہے۔ہم یہاں آپ کے ارسال کردہ چند خطوط ومراسلات اور چند آپ کی بارگاہ میں موصول ہونے والے خطوط نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مکتوبات تاج الشریعہ بنام ارباب علم ودانش

مکتوب بنام فقیہ اعظم ہند مفتی عبد الرشید نعیمی فتحپوری

حضور تاج الشریعہ کے اکابر سے بہت ہی گہرے روابط تھے۔مفتی عبد الرشید نعیمی فتحپوری کا شمار اکابر ومشاہیر علما میں ہوتا ہے۔ آپ کو صدر الافاضل کے چہیتے شاگردوں کی صف میں ممتاز ونمایاں مقام حاصل تھا۔تاج الشریعہ کو جب اپنے برادر اکبر حضور ریحان ملت کے ذریعہ خبر ملی کہ فقیہ اعظم کی طبیعت علیل ہے تو آپ نے مزاج پرسی کے لیے ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں علالت کا ذکر کرتے ہوئے صحت یابی کی اطلاع دینے کے لیے عرض کیا اور فقیہ اعظم بلکہ اکابر علما کا سایہ سنیوں

پر درازرہے یہ دعا بھی فرمائی۔علاوہ ازیں فقیہ اعظم نے کچھ کتابوں کا مطالبہ کیا تھا جس پر چند کتابوں کی دستیابی کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا کہ وہ ارسال کر دوں گا اور مابقی ملنے پر بھیجوں گا۔ملاحظہ ہو فقیہ اعظم ہند کے نام آپ کا ارسال کردہ خط:

''مولانا المحترم ذالمجد والکرم مد ظلہ علینا

سلام مسنون

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔کل بھائی صاحب قبلہ کی تحریر سے حضور کی سخت علالت کی خبر ملی مولیٰ کریم آپ کا اور سب اکابر کا سایہ ہم سنیوں پر دراز فرمائے۔حضور جلد اپنی صحت مزاجی کیفیت سے خبر دار فرمائیں۔حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں وہ پوری دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ان شاء الکریم جو کچھ کتابیں میسر ہوئیں جلد بھیجوں گا۔تمام پرسان حال کو سلام مسنون عرض ہے۔والسلام۔۔۔۔۔۔اختر رضا ازہری غفرلہ

مکتوب بنام سید رضوان میاں نبیرۂ صدرالافاضل

چند دہائی قبل ہندوستان میں حضور صدرالافاضل قدس سرہ کی سیادت کو لے کر علما میں بحث چھڑ گئی کچھ علما کو مغالطہ ہوا کہ صدرالافاضل سید نہیں ہیں۔اور پھر یہ مسئلہ کافی زور پکڑ گیا۔

حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ نے اس سلسلہ میں کسی موقع پر مبہم انداز میں کچھ فرمادیا جس سے مانعین علما کو موقع ہاتھ آ گیا اور یہ بحث مزید طول پکڑ گئی۔حضور تاج الشریعہ کے حوالے سے خانوادۂ نعیمیہ کو یہ خبر ملی تو حیرت کے ساتھ افسوس بھی ہوا۔کہ سادات کے معاملہ میں اس قدر محتاط شخصیت کے حوالے سے یہ بات واقعی تکلیف دہ اور ساتھ ہی نقصان دہ ہے۔خانوادۂ نعیمیہ کی طرف سے جب تحقیق حال کی گئی تو اس سلسلہ میں تاج الشریعہ نے نبیرۂ صدرالافاضل رضوان ملت حضرت سید رضوان میاں علیہ الرحمہ کے نام درج ذیل خط لکھا۔خط میں اپنی جانب سے جس احسن طریقہ سے اور عمدہ انداز میں معاملہ کا تصفیہ فرمایا اس

سے آپ کے حسن تدبیر، دوراندیشی، منکسر المزاجی کے ساتھ سادات کے ساتھ آپ کے والہانہ لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔خط کا ایک ایک حرف پڑھے جانے سے تعلق رکھتا ہے۔ملاحظہ کریں:

محب گرامی سلام مسنون

حضور صدرالافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی علمی جلالت اور شرافت ودینداری اور خدمات دینیہ کے سبب ویسے بھی قابل احترام ہیں خانوادہ کے لیے خاص طور سے اس لیے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے ان کی اپنی ایک نسبت ہے۔ ہو سکتا ہے فقیر کی زبان سے بے خیالی میں جملہ نکل گیا ہو۔ حضور سید علامہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ العزیز ہم سب کے محترم اور آبروئے سنیت ہیں اگر آپ حضرات کو فقیر کی کسی بات سے تکلیف پہنچی ہو تو فقیر معذرت خواہ ہے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری نوری غفرلہ۔"

[شہزادۂ رضوان ملت، حضرت سید نعیم الدین منعم میاں دام ظلہ نے خط کی کاپی عطا فرمائی]

مکتوب بنام مفتی غلام مجتبیٰ ممبئی

مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صدر مفتی دارالعلوم دیوان شاہ بھیونڈی تھانہ مہاراشٹر نے تاج الشریعہ سے لفظ ایلچی بمعنی رسول بولنے پر حکم تکفیر کے سلسلے میں چند سوالات پر مبنی ایک خط ارسال کیا۔خط میں ذکر کیا گیا کہ آپ نے سائل ذاکر حسین اشرفی صاحب کے لفظ ایلچی بمعنی رسول بولنے سے متعلق سوال کے جواب میں تحریری وزبانی بحکم فقہا کفر فرمایا ہے۔حالانکہ امام اہل سنت نے فتاوی رضویہ شریف میں جابجا نکاح کے باب میں لفظ رسول عام شخص کے لیے استعمال کیا ہے۔ جس کے سبب آپ کے خلاف بعض حاسدین نے کتاب بھی لکھی اور "علامہ اختر رضا خاں صاحب کی رو سے اعلیٰ حضرت کفر کی زد میں" سرخی کے ساتھ اشتہار بازی بھی کی

ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ لفظ رسول کے جائز مواقع کیاہیں اوراس کے کفر ہونے کی علامت کیاہے؟

تاج الشریعہ نے مفتی غلام مجتبیٰ صاحب کے خط میں درج تین سوالات کے بالترتیب جوابات مرحمت فرمائے۔ اور لفظ رسول کے استعمال کے جائز وناجائز مواقع اور محل کی طرف بالحوالہ نشان دہی فرمائی ہے۔ اور لفظ رسول کے اضافت کے ساتھ یابغیر اضافت استعمال پر حکم شرعی بیان کیاہے۔ تاج الشریعہ کا یہ معرکۃ الآراجواب درج ذیل خط میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ رقم طراز ہیں:

"مولانا المحترم زید مجدہ السامی ــــــــــــــــــــ بعد ماھو المسنون

جواب سوال نمبر(۱) میں ہندیہ کی عبارت پیش ہے جو یہ ہے

وکذلك لو قال: أنا رسول الله، أو قال بالفارسیۃ من بیغمبرمریرید بہ من بیغام می برم یکفر''

ج۲ص۲۶۳:ہندیہ مطبوعہ بیروت لبنان۔

ہندیہ کے محشی و مصحح علامہ عبد الرحمن بحراوی مصری علیہ الرحمہ نے فارسی عبارت مندرجہ بالا کا ترجمہ عربی میں یوں کیا: انا رسول یرید اوصل الخبر۔

مجمع الانھر ج۱ص۶۹۲: مطبوعہ بیروت لبنان میں ہے:

ویکفر لقولہ انا رسول ملتقطاً۔ سردست یہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں اور تلاش وتتبع سے بکثرت عبارات دستیاب ہوں گی۔ مگر اس کی فرصت مجھ بیمار کو نہیں۔ پھر مسئلہ خود اس قدر واضح وجلی ہے کہ اصلاً کسی تصریح کی حاجت نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ مطلق رسول جس میں کسی مرسِل کی طرف اضافت نہ ہو اس سے شرعاًوعرفاً رسول اللہ ہی مراد ہوتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم، تو رسول مطلق مرسَل من اللہ کے ساتھ خاص ہوا۔ اس کا اطلاق بلا قرینہ مقالیہ صارفہ غیر رسول پر ضرور حرام بلکہ کفر ہو گا۔ اور تاویل نہ سنی جائے

گی۔ کہ رسول شرعاً و عرفاً مرسَل من اللہ کے لئے مخصوص و متعین ہو گیا۔ اور یہ اس لفظ کا معنی متبادر قرار پا چکا، تو جب تک قرینہ مقالیہ صارفہ عن الظاہر نہ ہو، حکم وہی ہے جو فقہانے دیا۔ اور قرینہ صارف اضافت ہے۔

بالجملہ لفظ رسول جب اضافت کے ساتھ یوں بولا جائے کہ صاف آشکار ہو جائے کہ اس جگہ رسول سے وہ شرعی و عرفی معنی مراد و محتمل نہ رہے تو وہ حکم نہیں جو فقہاے کرام لفظ رسول کے اطلاق بے اضافت پر لکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ان عبارتوں میں لفظ رسول بمعنی قاصد مستعمل ہوا ہے۔ اور قرینہ مقالیہ کہ اضافت ہے صاف بتا رہا ہے کہ اس جگہ رسول اس شرعی معنی میں استعمال نہ ہوا جس کا اطلاق غیر رسول پر ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تفصیل اوپر گزری یہیں سے فرق واضح ہے اور مثالیں سیدنا اعلیٰ حضرت کے کلام میں استعمال جائز کی گزریں۔ وقس علی ضدھا مایمنع وبضدھا تتبین الاشیاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ

۴؍ صفر ۱۴۱۶ھ ۴؍ جولائی ۱۹۹۶ء

[نوادرات تاج الشریعہ، ص ۱۸۲]

مکتوب بنام جناب عثمان عارف گورنر اتر پردیش

تاج الشریعہ کے خالہ زاد بھائی محترم سراج رضا خان صاحب اور دیگر احباب کرتولی بدایوں میں کھیتی کے سلسلے میں رہتے تھے۔ غیر مسلموں کی شر پسندی سے انہیں خطرات لاحق ہوئے تو انہوں نے تاج الشریعہ کی بارگاہ میں معروضہ پیش کیا۔ یہ معاملہ چوں کہ سیاست سے ہی بآسانی سلجھ سکتا تھا اس لیے آپ نے اپنے ایک معتقد و محب محترم جناب عثمان عارف صاحب بدایونی جو کہ اس وقت اتر پردیش کے گورنر تھے۔ ان کے نام خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ

اپنے سیاسی اثرورسوخ کی بنیاد پر وہاں کے غیر مسلموں کی شر انگیزی پر قابو کریں اور حضرت کے بھائیوں کے لیے آسانی بہم فراہم کریں۔ تاکہ وہ کاشت کاری میں دقت محسوس نہ کریں اور انہیں وہاں کوئی تکلیف نہ ہو۔ ملاحظہ ہو حضرت کا تحریر کردہ خط:

محب گرامی جناب عثمان عارف صاحب

سلام مسنون:

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے فقیر آج حج وزیارت کے لئے روانہ ہو رہا ہے حامل رقعہ عزیزی سراج رضا سلمہ میرے خالہ زاد بھائی ہیں یہ خود اور میرے دوسرے برادران موضع کرتولی پوسٹ بناور ضلع بدایوں میں کاشت کے سلسلے میں رہتے ہیں وہاں غیر مسلموں کی کثیر آبادی ہے حال ہی میں کچھ فرقہ پرست عناصر نے فساد کرانے کی کوشش کی تھی اور میرے اعزا کے لیے سخت خطرہ ہو گیا تھا فی الحال معاملہ دب گیا ہے لیکن تناؤ برقرار ہے آپ براہ کرم خصوصی توجہ دیگر پولیس کے ذریعے ایسا انتظام کرادیں کہ آئندہ کبھی کسی طرح کے ہنگامہ کی نوبت نہ آسکے۔ والسلام

فقیر محمد اختر رضا خان قادری غفرلہ۔

[محترم فواد صاحب پاکستان، کے شکریہ کے ساتھ خط پیش ہے]

مکتوب بنام مولانا تحسین رضا کانپوری

مجموعۂ اعمال رضا تعویذات کے حوالے سے ایک معتبر کتاب ہے۔ اس میں امام اہل سنت اور دیگر بزرگوں کے نقوش و تعویذات منقول ہیں۔ اس سے ہر خاص وعام مستفید ہو رہا ہے۔ کچھ لوگ اس کا استعمال بغیر اجازت کرتے ہیں جس سے انہیں نقصان اٹھانا پڑ جاتا ہے اور اہل علم خاص کر اپنے بزرگوں سے اس کی اجازت طلب کر لیتے ہیں جس کے بعد انہیں اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ نقصان سے محفوظ رہتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں کانپور سے مولانا تحسین رضا صاحب نے حضرت سے اس مجموعہ کی اجازت طلب کی حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی اور چوں کہ عموماً لوگوں نے تعویذات کو تجارت کا ذریعہ بنالیاہے اس لیے حضرت نے "محض خدمت خلق" کی قید لگا کر اسے ذریعہ تجارت نہ بنانے کا حکم بھی دیا۔ خط ملاحظہ ہو:

برادر دینی ویقینی سلام مسنون:

آپ کا مرسلہ مکتوب ملا۔ یہ فقیر بعونہٖ تعالیٰ و بکرمہٖ آپ کو مجموعۂ اعمال رضا کی اجازت دیتا ہے اس سے کام لیں۔ یہ کتاب وہاں نہ ہو تو بریلی سے منگا لیں۔ محض خدمت خلق کے لیے اس کام کو انجام دیں۔

دعا گو: محمد اختر رضا قادری غفرلہ۔

[مولانا غلام مصطفی نعیمی صاحب کے شکریہ کے ساتھ خط پیش ہے]

مراسلہ بسلسلہ اشاعت ماہنامہ قاری دہلی

۱۹۸۶ء میں جب آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تو چوں کہ وہاں نجدیوں کی حکومت ہے اور عموماً مساجد میں انہیں کے مقرر کردہ امام ہیں۔ آپ نے خود اپنی نماز ادا کی وہابی و نجدی امام کی اقتدا نہیں کی۔ بس اسی بنیاد پر ۳۱/ اگست کو نجدی حکومت کی طرف سے آپ کی گرفتاری ہوگئی ہے۔ آپ نے بارہا پوچھا کہ مجھے کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے مگر کوئی جرم ہو تا تو بتاتے بھی بس آپ کے مسلک و مشرب عقائد و نظریات کے حوالے سے استفسارات کرتے رہے حضرت نے حضرت سوال کا معقول جواب دیا پھر بھی آپ کو جیل میں رکھا گیا۔ جب پورے ہندوستان بلکہ برصغیر سے علماو مشائخ نے سعودی حکومت کے خلاف آواز احتجاج بلند کی تو بمجبوری گیارہ دن کے بعد سعودی حکومت نے حضرت کو رہا کیا۔ حضرت نے اپنے وطن مراجعت فرماتے ہی سعودی حکومت کے نام ایک عام مراسلہ شائع فرمایا نیز سعودی

سفیر اور دیگر سیاسی ارکان نے رابطہ کر کے سعودی حکومت سے وجہ بتانے کو کہا اور کیوں کہ اس طرح وہ سنی مسلمانوں کے ساتھ کھلباڑ کرتے رہتے ہیں ان سے معافی کا مطالبہ بھی کیا۔ حضرت کا وہ مراسلہ ماہنامہ قاری دہلی میں

"میرا قصور کیا تھا سعودی حکمراں جواب دیں"

کے عنوان سے شائع ہوا۔ مراسلہ پیش ہے ملاحظہ کریں۔

"نئی دہلی آج جبکہ الحاد و بے دینی اور مغربیت و سامراجیت نے عالم اسلام کے خلاف دینی علمی سیاسی اخلاقی تہذیبی صنعتی ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اسے شکست دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی جارہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں سارے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد و اتفاق اور یگانگت و ہم آہنگی کی جو شدید ضرورت ہے اور موجودہ حالات کا جو تقاضا ہے اس سے کوئی صاحب گوش و ہوش انسان صرف نظر نہیں کر سکتا لیکن اس سال سفر حج کے دوران میرے ساتھ جو سانحہ پیش آیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سامراجی طاقتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اور حرمین طیبین کی مقدس سرزمین میں بھی ان کی ناپاک سرگرمیاں جاری ہیں۔ حج کے اس مبارک سفر میں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے دینی لحاظ سے کفر و شرک یا حرام قرار دیا جاسکے کسی غیر قانونی و غیر اخلاقی حرکت کا بھی مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ تحریری یا زبانی طور پر وہاں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے سیاسی سازش یا تخریب کاری کا نام دیا جاسکے۔ اس کے باوجود مجھے کیوں گرفتار کیا گیا پستول کی نوک پر میری تلاشی لی گئی غیر متعلق سوالات کیے گئے مجھے زیارت مدینہ منورہ سے محروم رکھ کر جدہ ایرپورٹ تک ہتھکڑیاں پہنا کر لایا گیا۔ اور بار بار میرے سوال کے باوجود اس قید و بند کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی اس کا مجھے سعودی عرب سے جواب چاہیے اور ہر حال میں اسے تحریری جواب دینا ہوگا عام مسلمانوں سے معافی مانگنی ہوگی اور آئندہ کسی حاجی کے ساتھ دست

اندازی کی ایسی جسارت نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہوگا وزارت خارجہ ہند اور سعودی سفیر متعینہ دہلی سے رابطہ قائم ہے اس سلسلے میں جو جوابات موصول ہوں گے ان سے مسلمانان ہند کو اخبارات کے ذریعے مطلع کیا جاتا رہے گا فقط والسلام

محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ۔ وارد حال دہلی ۲/ اکتوبر ۱۹۸۶ء

[ماہنامہ قاری نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۸۰]

مکتوبات اصحاب علم و دانش بنام تاج الشریعہ

اوراق سابقہ میں منقولہ خطوط وہ تھے جو حضرت نے تحریر فرمائے۔ اب ہم یہاں کچھ خطوط وہ نقل کر دیں جو اکابر علما و مشائخ اور دانشوران قوم کی طرف سے آپ کو ارسال کیے گئے۔

مکتوب حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی

حرمین شریفین پر ۱۹۲۴ء سے مسلسل نجدی بربریت جاری ہے۔ مزارات مقدسہ کا انہدام، مآثر متبرکہ کی بے حرمتی و پامالی اور اہل حرمین پر تشدد، یہ سب کچھ ان کے لیے بہت ہی معمولی سا کام ہے۔ قطع نظر ان سب باتوں سے نجدیوں، سعودیوں نے گنبد خضری کے انہدام کی بھی کوششیں کیں یہ الگ بات کہ ناکام رہے۔ البتہ موقع تلاش کرتے رہے، منصوبے بناتے رہے۔ مگر مسلمانان عالم اسلام کے جذبات کے مقابل ان کے سارے منصوبے خاکستر ہوتے چلے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں جب حضور سید مظفر حسین کچھوچھوی قدس سرہ نے سفر حج فرمایا اور حرمین طیبین پر نجدی وحشیانہ سلوک دیکھا اور گنبد خضری کے حوالے سے نجدیوں کی گستاخانہ حرکتیں ملاحظہ کیں تو تڑپ اٹھے۔ اور نجدیوں کی ان حرکتوں کے خلاف ایک لائحہ تیار کرکے ان کی ظالمانہ حرکتوں کی روک تھام کے لیے منصوبہ بند عملی تیاری کا ارادہ فرمایا۔ جس کے لیے آپ نے علما و مشائخ کی ایک میٹنگ اسی سلسلے میں تاج الشریعہ کو بھی مدعو کیا۔ خط کے الفاظ میں اپنائیت کا عنصر وافر مقدار میں محسوس ہوگا۔ خط ملاحظہ کریں:

محترمی۔السلام علیکم

امسال حج بیت اللہ شریف کے موقع پر میں نے جو کچھ حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے یا انہدام گنبد خضراء کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ کی جو ناپاک سازشیں نہ صرف قولی بلکہ عملی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔وہ دنیائے سنیت کے لئے ایک کھلا چیلنج ہیں۔

یایوں سمجھئے کہ کنزالایمان پر پابندی لگانے کے بعد سعودیہ عربیہ کا یہ دوسرا ناپاک قدم ہمارے ایمان وعقیدے کا ایک امتحان ہے۔جو کچھ مسجد نبوی وگنبد خضراء کو تباہ کرنے کا منصوبہ یہودیوں کے مشورہ سے طے ہو چکا ہے۔دعوت نامہ میں ان تفصیلات کالانا دشوار ہے اگر آپ حضرات کے نزدیک گنبد خضراء کا تحفظ ہمارے ایمان وعقیدے میں ضروری ہے اور سعودیہ عربیہ کے اس ناپاک ارادے کو ناکام بنانے کا حوصلہ ہے تو بتاریخ ،۹:۱۰ر شعبان ۱۱، ۱۲ر مئی جمعہ ،سنیچر دارالعلوم غریب نوازالہ آباد میں تشریف لاکر اپنے مفید مشوروں سے ایک لائحہ عمل مرتب فرماکر عملی قدم اٹھائیں ورنہ آنے والی نسلیں ہم لوگوں کو معاف نہ کریں گی اور دنیا میں ہم بنام سنیت منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گے۔آپ کی جماعتی ذمہ داری اور دینی حمیت پر اعتماد ہے کہ ہم پر سفر خرچ کا بوجھ نہ ڈالیں گے۔قیام وطعام کی سہولت ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔

منتظر کرم۔۔۔۔۔۔سید مظفر حسین۔ایم۔پی

[مطبوعہ :ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف ر جون، جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۹]

تعزیتی مکتوب حضور حافظ ملت

تاج الشریعہ کے والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں نوراللہ مرقدہ کاوصال ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء بروز شنبہ صبح ۷ر بجے ہوا۔بے شمار علماو مشائخ کے تعزیتی پیغامات تاج الشریعہ کو موصول ہوئے انہیں میں سے ایک پیغام حضور حافظ ملت

کا بھی تھا ہم وہ تعزیتی مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

مکرم و محترم و محتشم جناب مولانا اختر رضاخاں صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ!

طویل سفر سے واپسی پر آپ کے والد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی خبر رحلت ملی۔ حضرت موصوف صوری و معنوی تمام خوبیوں کے جامع تھے، جامع الکمالات تھے، دین متین کی بڑی زریں خدمت انجام دیتے تھے۔ حضرت مرحوم کا وجود بڑا ہی قیمتی تھا رحلت سے ایک خلاء محسوس ہو رہا ہے۔ سخت صدمہ ہے، نہایت افسوس ہے، مشیت ربانی میں بجز صبر چارہ نہیں۔

له ما اعطیٰ وله ما اخذ وکل شی باجل مسمّٰی فلتصبر ولتحتسب۔

حضرت قبلہ کے لئے دارالعلوم اشرفیہ میں جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ ختم قرآن مجید، اور پارہ کا ایصال ثواب کیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبدالعزیز عفی عنہ

[مفسر اعظم ہند ص ۶۷،۶۸: از ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بحوالہ حیات حافظ ملت، ص ۴۸۸]

مکتوب محمد حسن میلسی پاکستان

۱۹۸۳ء میں جب آپ نے پاکستان کا دورہ فرمایا۔ تو اہل پاکستان نے آپ کا خوب استقبال کیا۔ علماو عوام نے آپ کی شخصیت سے خوب استفادہ کیا۔ اس پورے سفر کی مختصر مگر دل چسپ روداد مولانا محمد حسن میلسی پاکستان سے ملاحظہ کریں۔ جو انہوں نے حضرت کی ہندوستان واپسی پر حضرت کے نام اپنے ایک طویل خط میں بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"شہزادہ والا مخدوم و محترم مولانا مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری مد ظلہ ہدیہ سلام مسنون ادعیہ، خلوص و مشحون فقیر بریلی شریف

مارہرہ مطہرہ اجمیر شریف درگاہ ۴ر کتب ہانسی ضلع حصار ہریانہ سے واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور والا مراجعت فرما چکے ہیں ماشاء المولیٰ یہاں آپ کے دورہ کے واضح روحانی اثرات پائے

جاتے ہیں فقیر ملتان شریف خانیوال فیصل آباد لائلپور شریف حاضر ہوااور علماءواحباب کو آپ کا مداح پایا۔ عوام وخواص کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے اختر میاں میں محدث اعظم پاکستان کی جھلک نظر آتی ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں نے سیدنا امام حجۃ الاسلام الاسلام قدس سرہ سرکار حضور مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کی زیارت تو کی نہیں۔ بریلی کے نمائندہ وترجمان کی حیثیت سے حضرت محدث اعظم پاکستان سیدی مرشدی مولانا محمد سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہ کو دیکھا اس لیے ہر ایک کی زبان پر یہی آتا ہے کہ اختر میں محدث اعظم پاکستان کی جھلک نظر آتی ہے۔ گھڑی کی چین کے مسئلہ پر ہمارے صاحبزادگان مولانا حاجی محمد فضل کریم حامد صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا صاحب سلمہم سے آپ کی گفتگو کامیاب رہی ہم لوگوں نے بھی بہت کوشش کی تھی مگر وہ آپ کی گفتگو سے مطمئن ہوگئے اب وہ خود گھڑی کی چین دوسروں سے اترواتے ہیں شیخ المعقول حضرت علامہ غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور شریف سے بھی آپ کا علمی مذاکرہ ہوا احباب علما متاثر ہوئے اور فقیر آستانہ کو اس سے خوشی ہوئی حضرت آپ سے بہت زیادہ توقعات ہیں مولا عزوجل آپ کو کامیاب فرمائے آمین پاکستان میں آپ کے ورود مسعود سے سنیت رضویت مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو تازگی مل گئی۔ گو میں خود حاضر نہیں تھا مگر ہر جگہ آپ کے دورہ کے واضح کامیاب روحانی اثرات ملتے ہیں فقیر نے بریلی شریف پہنچ کر حسب الحکم آپ کے دولت کدے پر خیریت عرض کردی تھی میلاد شریف میں بھی شرکت کرتا رہا ہوں دوبار کھانا اور ناشتہ کی سعادت بھی حاصل کی پھر ایک خط بھی بریلی شریف سے پاکستان آپ کے نام لایا تھا وہ جناب حضرت محترم شوکت حسن خان صاحب کو ڈاک کے ذریعے بھیج دیا ہے میلسی کے احباب و خدام کو زیارت کی حسرت باقی رہی آپکے پاکستان تشریف لانے کے بعد فقیر بریلی شریف اجمیر شریف مارہرہ مطہرہ وغیرہ حاضر ہوگیا اس وقت دوسری جگہ کا آپ کا ویزانہ ہوا تھا بعد

میں ویزا ہوا ہو گا مگر فقیر بھارت جاچکا تھالہذا اہل میلسی محروم رہے حالانکہ پاکستان آنے کے لئے سب سے پہلی دعوت واصرار مجھ فقیر ہی کہا تھا حضرت مولانا صاحبزادہ محمد منان رضا خان صاحب سلمہ سے بیس عدد فتاویٰ رضویہ لایا تھا ان کی رقم میں جلدی حسب طلب کراچی حاضر نہ کر سکا اگر حضرت منانی میاں فرمادیں تو وہ رقم اب کراچی شوکت میاں کو ارسال کر دوں مطلع فرمادیں فقیر دارالعلوم نوریہ رضویہ مسجد اکبری مرزائی مسجد بھی حاضر ہوا حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب کی زیارت اور طلباء سے مختصر خطاب کا شرف حاصل ہوا مولانا منان رضا خان صاحب سے شرمندگی کے ساتھ معذرت وہ جلد حکم فرمادیں ان کی رقم کہاں حاضر کروں حضرت شوکت میاں صاحب کو بھیج دوں یا علامہ تقدس علی خان صاحب کو بھیج دوں جواب جلد رویت ہلال ولاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق آپ کا فتویٰ یہاں کے اخبارات میں چھپ گیا ہے آپ کے محترم صاحبزادہ صاحب نے وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم نعت سنائی تھی ان کو سلام دعا ازراہ کرم فقیر کے نام سنی دنیا کا اجرا فرمادیں پتہ محمد حسن علی الرضوی انوار رضا میلسی پاکستان ملتان ڈویژن۔[سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۶۲،۶۱]

مکتوب حضرت رئیس القلم

۱۹۸۴ء میں جب کویت حکومت کی طرف سے اہل سنت وجماعت کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو اہل سنت وجماعت میں ایک بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر صاحب دل کو دل کی دھڑکنیں رکتی محسوس ہوئیں۔ علماومشائخ بھی بے چین وبے قرار ہو اٹھے۔ اوراسی تناظر میں اہل سنت کے عظیم مجاہد رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری قدس سرہ نے کویت کی مخالف ومذموم ہواؤں سے سینہ سپر ہونے کا ارادہ فرمایا۔ مگر تن تنہا اس سفر کا آغاز جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اس لیے کسی ایسے رہبر ورہنما کی تلاش تھی جو اہل سنت کے لیے مرجع ومقدام کی حیثیت رکھتا ہو۔ جس کی آواز پر ہر چھوٹا بڑا لبیک کہتا نظر آئے۔ اسی لیے آپ نے اپنے مرکز کی

مرکزی شخصیت کو یاد فرمایا۔یعنی تاج الشریعہ سے معروضہ پیش کیااور حضرت سے خواست کی کہ جماعتی ذمہ داری کا حق ادا کریں اور سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں کے منصوبوں کو خاک ملانے کے لیے علماو مشائخ کو اکھٹا کر کے کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔اور عملی اقدام سے مخالف طاقتوں کو جواب دیں ۔اوراہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات اوراس کی بقاکی ہر ممکن کوشش کریں۔خط کی ایک ایک سطر ملاحظہ سے تعلق رکھتی ہے پڑھیں اوراکابر کی غیرت ایمانی سے محظوظ ہوں۔رئیس القلم قلم طراز ہیں:

"مرجع اہلسنت علامہ مفتی اختر رضاخاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم تہدیہ سلام ورحمت مزاج گرامی۔آج کی ڈاک سے آپ کا تہلکہ خیز مکتوب موصول ہوا، پڑھ کر آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا۔ایسالگتاہے کہ کویت کی حکومت نے اس اعلان کے ذریعہ ہماری دینی حیثیت کے خلاف ایک عالم گیر مہم کا آغاز کر دیاہے۔اب ہمارے جماعتی وجود کے لئے اتناسخت خطرہ پیدا ہو گیاہے کہ ذراسی غفلت بھی ہمیں موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔کیونکہ مقابلہ افراد اور جماعتوں سے نہیں بلکہ وقت کی انتہائی سرکش، مطلق العنان اور طاقتور حکومتوں سے ہے، جو عالمی سطح پر سیاسی اثر ورسوخ اور تشہیر وابلاغ کے جملہ وسائل سے مسلح ہیں۔

میر ااندازہ اگر غلط نہیں ہے تو ہمیں غیر مسلم قرار دینے کے بعد اب سعودی حکومت کا دوسرا اقدام یہ ہو گا کہ وہ حج وزیارت کے لئے ہمیں ویزہ دینے سے انکار کر دے گی۔خدانخواستہ اگر ایساہوا تو یہ ہمارے اوپر تاریخ کاسب سے دردناک حملہ ہو گا۔اس کے بعد کم ہی لوگ ایسے ثابت قدم نکلیں گے جو ہمارے ساتھ منسلک رہ کر اپنے اوپر حج وزیارت کا دروازہ بند کرائیں۔

ان حالات میں اب سوااس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے آپ پورے ملک کے سربراہوں کا فوراً اجلاس طلب کریں تاکہ ہم سنجید گی کے ساتھ حالات کا جائزہ لیں اور دفاع کے لئے کوئی ایسا موثر اور جامع لائحہ عمل تیار کریں جس سے پوری دنیا کی نظر میں اس ناپاک سازش کا پردہ

چاک ہو جائے جو ہمارے مسلک وعقیدہ کے خلاف سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں میں رچائی جارہی ہے۔ اپنی صفائی میں چند ہزار علماء کی بھی متفرق تحریرات دفاع کے لئے قطعاً کافی نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ نے حکم نامہ میں مجھے تحریر فرمایاہے۔ بہتر ہے کہ ایک منٹ ضائع کئے بغیر آپ ہی اس کی طرف پیش قدمی فرمائیں۔ اس وقت مرکز نے ذرا بھی لاپروائی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیایا دفاع کے لئے جیسی موثر اور ہمہ گیر کاروائی کی ضرورت ہے، اس میں ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو دشمن حکومتوں کے غلط پروپیگنڈوں کی بنیاد پر سخت خطرہ اس بات کا ہے کہ ہمارے خلاف ایک صریح بہتان اور ایک سفید جھوٹ کہیں عالم اسلام کی نظر میں امر واقعہ نہ بن جائے کیوں کہ پروپیگنڈہ آج کی دنیا کا اتنا خوف ناک ہتھیار ہے جو ظالم سے نہیں مظلوم سے انتقام لیتاہے۔ اب خدا کے لئے ساری مصروفیات تج کر مارہرہ، کچھوچھہ، جبل پور اور مبارک پور کے سربراہوں سے رابطہ قائم کر کے مجلس شوریٰ کے انعقاد کے لئے فوراً کوئی اقدام کیجئے۔ ابھی سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر مل جائیں گے۔

میرا خیال کہ اس اجتماع کے لئے بنارس، بریلی اور مبارک پور زیادہ مناسب رہے گا۔ ایجنڈا سارے مشاہیر خطباء، معیاری درسگاہوں کے منتظمین و اساتذہ، خانقاہوں کے مشائخ، سنّی تنظیموں کے جملہ سربراہوں اور اہلسنت کی ساری سیاسی شخصیتوں کے نام جاری کیا جائے۔

ایجنڈے کا مضمون صرف یہ ہو: سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں میں اہلسنت کو غیر مسلم قرار دینے کی جو ناپاک سازش رچائی جارہی ہے اس کا پردہ کس طرح چاک کیا جائے اور اپنے خلاف بے بنیاد الزامات کا دفاع کس طرح ہو۔

بے چینی کے ساتھ جواب کا منتظر: ارشد القادری

نوٹ: سارے اکابر کو اس خط کی نقل بھیج رہاہوں۔ [سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۸،۲۷]

مکتوب حضرت پاسبانِ ملت

وہابی مولوی احسان الٰہی ظہیر نے عربی زبان میں اہل سنت وجماعت جسے بریلویت سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ۔کے خلاف ہفوات ،مزخرفات ،کذب ،بہتان تراشی اور مغلطات سے بھری ہوئی ایک کتاب لکھی جسے البریلویت کا نام دیا۔حالانکہ وہ کتاب لائق التفات وتوجہ نہیں تھی مگر مخالف فریق نے اس کا پرچار کچھ اس انداز میں کیا کہ اہل سنت پر اس کا جواب دینا فرض کفایہ کے مثل ہو گیا۔تاج الشریعہ نے ابتدا میں اس کے جواب کی ذمہ داری چند نامور علما واصحاب قلم کے سپرد کی انہیں میں سے ایک نام پاسبان ملت علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔حضرت نے پاسبان ملت سے البریلویت کا جواب لکھنے کی فرمائش ظاہر فرمائی۔جس کے جواب میں پاسبان ملت نے حضرت کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس سے آپ کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے اور ساتھ ہی کسی اور صاحب قلم سے لکھوانے کی بات بھی آپ نے لکھی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر موقع میسر آیا تو خود ورنہ جسے راضی کیا ہے وہ لکھیں گے ۔مگر کتاب البریلویت پاس نہ ہونے کے سبب کام شروع نہیں ہو سکتا اس لیے حضرت سے کتاب ارسال فرمانے کا مطالبہ فرمایا۔

ہم یہاں یہ بھی باور کرا دیں کہ پاسبان ملت نے جواب لکھا یا نہیں اس کے بارے میں کوئی معتبر جواب ہمیں نہیں مل سکا۔البتہ البریلویت کے جواب میں اور کئی نامور علمانے خامہ فرسائی فرمائی اور خاص کر تاج الشریعہ نے البریلویت کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا جواب تک لاجواب ہے۔خیر پاسبان ملت کا خط ملاحظہ ہو:

"سیدی الکریم مخدوم گرامی۔سلام وقدم بوسی

حکم نامہ مل گیا۔جو کچھ بھی لکھ سکوں گا ان پتوں پر بھیج کر اس کی ایک کاپی حضرت کی خدمت میں پہلے روانہ کر دوں گا۔انشاء اللہ تعالیٰ حکم سے کوتاہی نہ ہو گی۔بات بہت آگے بڑھ رہی

ہے اور پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے۔ مری ناقص رائے یہ ہے کہ سب سے البریلویت کا جواب سنجیدہ اور مدلل جواب عربی اور اردو دونوں میں شائع کیا جائے۔ کسی بھی جنگ لینے سے پہلے ہتھیار کا ہونا ضروری ہے۔ نہتّا نہیں رہنا چاہئے۔ دل چاہتا ہے ملاقات ہو جاتی تو تفصیلی گفتگو ہو تی۔

ہدایات سے مطلع فرماتے رہیں۔ خدا کرے مزاج بخیر ہو۔

طالب دعا۔۔۔۔۔۔۔مشتاق-------------------------------رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

نوٹ:۔ میرے پاس البریلویت نہیں ہے اگر کہیں سے بھی کسی بھی قیمت پر ایک نسخہ دستیاب ہو جائے تو بذریعہ وی۔پی بھجوادیں۔ میں نے ایک صاحب کو جواب لکھنے کے لئے تیار کر لیا ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ کتاب نہیں ہے۔ نظامی

[مطبوعہ: ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف رجون، جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۸]

مکتوب حضرت شارح بخاری

۱۴۰۷ھ میں غالباً جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں فقہی سیمینار منعقد ہوا جس میں چند اہم مسائل پر گفتگو ہوئی مگر کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔ جس کے سبب شارح بخاری قدرے دل برداشتہ ہو گئے۔ اور پھر اسی تناظر میں آپ نے تاج الشریعہ کو مکتوب تحریر فرمایا جس میں آپ نے اپنے درد و غم کا اظہار فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت اقدس دامت برکاتہم القدسیہ۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عوافی مزاج عالی

والانامہ ملا۔ کیا عرض کروں، تین بار علما کا اجتماع ہوا، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا، سوائے نشستند و خوردند برخاستند۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ ذمہ دار علما کو صرف بحث سے دلچسپی ہے۔ تحقیق سے ان کو کوئی مطلب نہ رہا۔ چند حضرات نے کافی محنت کی، خواجہ مظفر حسین صاحب،

مولاناعبید الرحمٰن صاحب ، مولانا مطیع الرحمٰن صاحب ، مولانانظام الدین صاحب مگر ان کی اوپر صف والے حضرات نے کوئی قدم پیش رفت کی طرف نہیں اٹھایا، بلکہ ان کے جمع کئے ہوئے مواد پر زور آزمائی کرتے رہے۔اس سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ قیامت تک نشستیں ہوتی رہیں گی،بے کار ہے۔اور میں نے عہد کر لیا کہ اب اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا ہے۔علیکم بخاصۃ انفسکم۔اور یہ سلسلہ بند کر دیا۔لاوڈ اسپیکر کا حکم وہی رہا کہ اس کی اقتدا مفسد صلاۃ ہے۔حضور نے کسی بھی نشست میں شرکت نہیں فرمائی نہ قاضی نے فرمائی اس کا بھی اثر ہے کہ میں اب اس قسم کی مٹینگوں میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

محمد شریف الحق امجدی.................................۲۰ر جمادی الاولی ۱۴۰۷ھ

[نوادرات تاج الشریعہ ،ص ۱۹۰]

مکتوب فقیہ ملت

فقہی مسائل خاص کر دیہات میں نماز جمعہ کے حوالے سے ایک فقہی سیمینار میں تاج الشریعہ کی توضیحات وتصحیات سے اتفاق کے حوالے سے فقیہ ملت نے تاج الشریعہ کے نام ایک خط لکھا جس میں مسئلہ سے متعلق تاج الشریعہ کی توضیحات وتشریحات سے بالکلیہ اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے ماہنامہ اعلیٰ حضرت،ماہنامہ اشرفیہ، ماہنامہ سنی دنیا اور ماہنامہ کنزالایمان دہلی سے فیصلہ کی اشاعت کا مطالبہ فرمایا۔خط ملاحظہ فرمائیں۔اور تاج الشریعہ کی جلالت علمی اور حیثیت فقہی کا اندازہ لگائیں۔

''باسمہٖ تبارك وتعالیٰ

جانشین مفتی اعظم ہند حضرت ازھری میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج عالی بخیر باد

دربارۂ جمعہ فیصل بورڈ کے اجمالی فیصلہ کے متعلق حضرت کی تحریر توضیح وتصحیح ضروری پر مشتمل

بذریعہ رجسٹری موصول ہوئی پھر اس کے فورا بعد علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کی رجسٹری حضرت کی تحریر کے عکس اور خط کے ساتھ دستیاب ہوئی کہ اگر حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کی توضیح و تصحیح سے آپ متفق ہوں تو ان کی تحریر پر دستخط کر دیں۔ ہم نے حضرت کی توضیح وضروری تصحیح سے پورے طور پر اتفاق ظاہر کرتے ہوئے دستخط کیا۔ اور آج ہی کی ڈاک سے بصیغہ رجسٹری تحریر ان کو ارسال کر دیا۔

ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ فیصل بورڈ کا فیصلہ حضرت کی توضیح وضروری تصحیح کے ساتھ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں شائع کر دیا جائے۔ اور حضرت سے بھی عرض ہے کہ اپنے ماہنامہ سنی دنیا ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف اور ماہنامہ کنزالایمان دہلی میں بھی انہیں شائع کرنے کا حکم فر مائیں تاکہ دیہات میں نماز جمعہ وظہر کے مسئلہ سے زیادہ لوگ آگاہ ہو جائیں حضرت کے معتمد خاص مولانا محمد شہاب الدین رضوی اور دیگر مخلصین حاضر باشی کو السلام علیکم

جلال الدین احمد الامجدی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰ ر جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

[نوادرات تاج الشریعہ، ص۱۹۳]

مکتوب محمد اسحاق قریشی پاکستان

جناب محترم محمد اسحاق قریشی صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے۔ خط کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف شاعرانہ مزاج کے مالک، ادب دوست، اور نسبتوں کے قدردان ہیں۔

موصوف کو ڈاکٹر مسعود صاحب کے توسط سے تاج الشریعہ کی لکھی ہوئی نعت پاک جو آپ ہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی موصول ہوئی تو موصوف نے تاج الشریعہ کو تشکر نامہ ارسال کیا۔ خط کیا ہے تاج الشریعہ کی مدح سرائی کے حوالے سے موصوف کی طرف سے ایک بیش قیمتی ہدیہ ونذرانہ ہے۔ پورا خط پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نقل کرتے ہیں قارئین ملاحظہ کریں:

"مکرمی و محترمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی
چند روز ہوئے محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ جس میں آپ کے دست مبارک کے تحریر کردہ ایک ورق کا عکس بھی تھا۔ بے حد مسرت ہوئی۔ میں تو مدت سے اس کرم فرمائی کا منتظر تھا۔ اور اس سے قبل بریلی شریف کے پتے پر بھی اور کراچی بھی لکھ چکا تھا۔ بحمدللہ میری مراد بر آئی۔ آپ کی ایک خوبصورت نعت پڑھنے کو ملی۔ مختصر الفاظ میں رواں دواں انداز میں کس قدر عمدہ اشعار پڑھنے کا موقع ملا۔ میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔
اللہ تعالی آپ کو اپنے بے پایاں کرم سے نوازے۔ آمین۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ چند مزید نعتیں مرحمت فرمادیں تا کہ یہ عشق و محبت کی داستان آپ کے پرخلوص اور وجد آفریں اشعار سے مزین ہو جائے۔ آپ کا یہ شعر پڑھا ؎

یا رسول اللہ حقا　　　انت للنعماء باب

تو تصور ورحمت پر لے گیا۔ اللہ اللہ کس قدر رحمت آفریں بارگاہ ہے۔ سب اسی در کے ہی تو گدا ہیں۔ جہاں بقول اعلی حضرت رضی اللہ عنہ ،مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
آپ کے اس شعر نے میری یادوں کے کئی دریچے وا کر دیئے۔ کیا دن تھے جب درِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب تھی اور قدموں کی جانب کھڑے ہو کر بے ساختہ یہ اشعار زبان پر آگئے تھے۔

تیری معراج کہ ہے عرش تیرے زیر قدم
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا یہ شعر مجھے کئی روز یاد آتا رہا:

فان قنطت من العصیان نفس
فباب محمد باب الرجاء

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ کے گھرانے نے عشق و محبت کا وہ درس مسلمانان برصغیر کو دیا ہے کہ یہ قرض کبھی ادا نہ ہو سکے گا۔ بھلا کون سی محفل ہے جہاں ذکر رحمۃ اللعالمین ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر نہ ہو۔ میں سیاہ کار کیا عرض کروں دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ذوق شوق فراواں کرے آمین۔

آپ سے پھر گزارش کروں گا کہ آپ اپنے مزید نعتیہ اشعار مرحمت فرمائیں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کے بھی تاکہ یہ سب میرے مقالے کی زینت بنیں۔ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے عربی اشعار مل جائیں، تو زہے نصیب۔ اسی طرح دیگر علمائے اہلسنت کے اشعار میری ضرورت ہیں۔ عربی نعت برصغیر پاک و ہند میں میرا موضوع ہے۔ آپ کی نگاہ التفات سے میرے کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔ دعا کا طلب گار ہوں اور توجہ کا بھی۔ تمام اہل مجلس کو سلام عرض کرتا ہوں۔ والسلام--------------- محمد اسحاق قریشی

[سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۶۳]

مکتوب فضل حق، عبد الرؤف صاحب واحباب کوٹہ

سنی دنیا کے حوالے کوٹہ کے چند معتقدین نے آپ کے نام درج ذیل خط لکھا اور ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے اجرا پر آپ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا خراج پیش کیا۔ خط ملاحظہ ہو:

"حضور علامہ ازہری صاحب قبلہ جانشین مفتی اعظم السلام علیکم

مزاج ہمایوں

حضور کا رسالہ سنی دنیا دیکھنے کو ملا شاید اپنے مرکز سے نکلنے والا یہ پہلا رسالہ ہے جو ہر لحاظ سے خوبصورت ہے اللہ کرے یہ اسی طرح چمک دمک کے ساتھ نکلتا رہے آپ تو ہر لحاظ سے مبارکباد کے لائق ہیں اس لیے کہ آپ عظیم البرکت ہیں اور عظیم البرکت اعلی حضرت کے علم و فضل کے وارث اور ہمارے مرشد مفتی اعظم کے قائم مقام ہے اس رسالے کے لیے

میں عبد النعیم صاحب عزیزی کو قابل مبارکباد زیادہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی برکتوں کے طفیل انہوں نے اتنا اچھا پرچہ نکالا۔"[سنی دنیا مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۳۳]

تعزیتی مکتوب جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان

پاکستان کے پردھان منتری جناب جنرل ضیاء الحق نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی وفات حسرت آیات پر تاج الشریعہ کے نام درج ذیل تعزیتی مکتوب ارسال کیا۔ جس میں جنرل صاحب نے مفتی اعظم ہند کے وصال پر غم وملال کا اظہار کیا ہے۔ یہ تار استقامت میں بھی شائع ہوا اوراس کی نقل ماہنامہ المیزان بمبئی اور دیگر رسائل میں بھی چھپی۔ ہم یہاں استقامت اور المیزان کے حوالے سے خط اور نقل خط پیش کرتے ہیں۔

"حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری بریلوی کے نام صدر پاکستان جناب ضیاء الحق صاحب کا تعزیتی ٹیلی گرام جو ہندوستانی سفارت خانہ کے ذریعہ موصول ہوا۔

BEGINS AM DEEPLY GRIEVED TO HEARTHESAD NEWS OF THE PASSING WAY OF YOUR DISTNGUSHED AND REVERED FATHER IN LAW MUFTI MUSTAFA .RAJA KHAN IN EXPRESSING MY

ترجمہ: مجھے آپ کے قابل احترام اور بے مثال خُسر محترم مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے وصال کی خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا ہے۔

نوٹ: سرکار مفتی اعظم علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے خسر نہیں نانا ہیں۔ نیز انگریزی میں اسپیلنگ کی غلطی ہے رضا(Raza) کی جگہ راجا(Raja) لکھا ہوا ہے۔[ماہنامہ استقامت، کانپور، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۹]

ماہنامہ المیزان میں پیغام اس طرح منقول ہے:

""مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان مرحوم کے نواسے اور دارالافتاء بریلی کے صدر مفتی مولانا اختر رضا ازہری قادری کو مفتی اعظم ہند کی وفات کے سلسلے میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے تار کے ذریعے جو پیغام بھیجا تھا اس کا متن حسب ذیل ہے
""آپ کے معزز اور محترم بزرگ کے انتقال کی اندوہناک خبر سن کر مجھے گہرا صدمہ پہنچا۔ میں اپنی گہری ہمدردی اور دلی احساسات کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ مرحوم کی روح کو تسکین دے۔ اور آپ کو اور آپ کے کنبے والوں کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کی طاقت اور استطاعت دے۔" صدر ضیاء الحق کا یہ پیغام نئی دہلی میں پاکستانی سفیر مسٹر عبد الستار نیازی نے اپنے توسط سے مولانا اختر رضا خاں کو روانہ کیا تھا۔ (قومی آواز)" [ماہنامہ المیزان بمبئی نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۶]

اوراق گزشتہ میں مشتے نمونہ از خروارے تاج الشریعہ کے ارباب علم و دانش کے نام ارسال کردہ نیز آپ کو موصول ہونے والے اکابر علما و دانشوران قوم کے چند خطوط پیش کیے گئے ہیں۔ حضرت کے مکتوبات و مراسلات کے مطالعہ سے حضرت کی شخصیت کے خدوخال کا شفاف پن آئینہ کے مثل نظر آئے گا۔ وہیں آپ کے نام اکابر علما اور نامور شخصیات کے خطوط سے آپ کی ذات کی ہمہ جہتی اور اعلیٰ منصبی کا پتہ چلے گا۔

اللہ پاک تاج الشریعہ کے مکاتیب کے صدقے ہمیں دارین کی بھلائی نصیب کرے۔ اور حضرت کے فیضان سے ہمیں خوب خوب مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ و التسلیم۔

[مجلہ سفینۂ بخشش کراچی کی یادگار اشاعت
""اختر اعلیٰ حضرت""
ناشر ""دار النقی کراچی"" ص ۲۱۳ تا ۲۲۹]

ہم بہر حال کتابوں میں ملیں گے تم کو

ابھی کچھ ماہ گزرے ہے کہ تاج شریعت، غواص بحر طریقت، چشم وچراغ خاندان اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضاخان قادری ازہری قدس سرہ ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔ جن آنکھوں نے انہیں دیکھاہے وہ ان کے رخ زیبا کے نور سے منور ہیں۔اور جو آنکھیں ان کے دیدار پر انوار سے محروم رہیں وہ یہی کہہ رہی ہیں کہ ؎

انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

حضرت کے وصال کے بعد دیوانوں کی دیوانگی حد سے بڑھ گئی ہے۔حضرت سے شرف ملاقات حاصل کرنے کی تمناہے۔کہاں ملیں گے حضرت؟سوداگران میں ہیں،تومسجد میں یاگھر میں؟یامدرسہ جامعۃ الرضامیں جلوہ فرماہیں؟یاکہیں جلسہ میں؟کسی کانفرنس میں؟تبلیغی دورے پر ہیں؟توکس ملک،کس شہر،کس گاؤں میں ہیں؟فرط محبت میں دیوانے پوچھ رہے ہیں کوئی جواب دینے والانہیں۔اسی تحیّر کے عالم میں محسوسات کادائرہ وسیع ہوتاہے۔دل کے کان واہو جاتے ہیں۔تصورات کی بزم سج جاتی ہے یوں محسوس ہوتاہے کہ سوداگران کی مقدس وادی سے گویاآواز آرہی ہو،مرقد اقدس حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ سے رہبری کے نغمے بلند ہو رہے ہوں کہ مجھے تلاش کرنے والو!مجھ سے ملاقات کرنے والو!میرے دیدار سے آنکھوں کوٹھنڈی کرنے والو!میں دنیامیں رہاتوظاہری جسم کے ساتھ تم سے ملتارہا،ملاقات کرتارہامگراب وعدۂ الٰہیہ کے سبب تمہارے اورمیرے درمیان ایک حجاب حائل ہے جس کے سبب تم میرے ظاہری جسم کادیدار تونہ کرسکوگے البتہ مجھ سے ملنے کے چندایک پتے ہیں جہاں تم مجھ سے ملاقات کرسکتے ہو،میرے فیوض وبرکات حاصل کرسکتے ہو۔کبھی شوق ملاقات بے قرار کرے توبریلی شریف کاسفر کرکے میرے جدامجد قدس سرہ

کے مزار پرانوار پر حاضری دینامیں اپنے جدامجد کی بارگاہ اقدس میں تمہیں ملوں گا۔ یاپھر متھرا پور میرے خون جگر سے سینچے ہوئے چمنستان علم وحکمت ''جامعۃ الرضا''میں مجھے تلاش کرلینامیں وہاں بھی تمہیں مل جاؤں گا۔اوراگرتم یہاں بھی نہ جاسکوتو مجھ سے ملنے کاایک آسان پتہ بھی نوٹ کرلوجہاں میں تمہیں ہر وقت ملوں گا۔وہ پتہ یہ ہے ؂

جسم تو خاک ہے اور خاک سے مل جائے گا

ہم بہر حال کتابوں میں ملیں گے تم کو

مجھے میری کتابوں میں تلاش کرنامیں وہیں ملوں گا۔میرے فتاوی''المواھب الرضویۃ فی الفتاوی الازھریۃ فتاوی تاج الشریعہ'' پڑھ لینامجھ سے ملاقات اس بہانے بھی ہو جائے گی۔ کبھی مجھ سے احادیث کی وضاحت درکار ہویامیری درسگاہ میں بیٹھ کر درس بخاری سننے کاشوق ہوتو''تعلیقات الازھری علی صحیح البخاری'' پڑھ لینا۔ کبھی قصیدہ بردہ پڑھنے کامن کرے اوراس کی نکتہ سنجیاں سمجھ سے بالاترہوں تو''الفردہ فی شرح البردہ''کے ذریعہ مجھ سے سمجھ لینا۔کبھی مجھ سے نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سننے کی چاہت ہوتومیرانعتیہ دیوان ''سفینہ بخشش''کھول کربیٹھ جانا۔کبھی میرے پاس آنے کی نیت ہو تومیری کتاب''شرح حدیث نیت'' پڑھ لینا۔کبھی مقدس خانقاہوں کے ناپاک مجاور تقدس صحابہ کوپامال کریں اورمیری رہبری کی ضرورت محسوس ہوتو''الصحابۃ نجوم الاھتداء''کے ذریعہ مجھے آوازدے لینا۔جب کبھی نجدی، وہابی، دیوبندی یاوہابی نماسنی مسلک اعلیٰ حضرت پرحملہ آورہوں اوراس کو اہل سنت وجماعت سے خارج تصور کریں تو''مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویۃ''کے ذریعہ انہیں میری طرف سے چیلنج مناظرہ دے دینا۔جب کبھی علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی ''المعتقد المنتقد''اورمیرے جدامجد امام اہل سنت قدس سرہ کی ''المعتمد المستند''کی باریک گتھیاں تم سے نہ سلجھتی ہوں توان کو سلجھانے

کے لیے ”شرح معتقد و معتمد“ کے ذریعہ میری بارگاہ میں زانوئے ادب طے کر لینا۔
کبھی ٹرین میں مسافر ہو اور میرے ساتھ سفر کرنے کا دل کرے تو میری کتاب ”چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم“ پڑھ لینا۔ کبھی چاند دیکھ کر میری چاند سے صورت کی رویت کے لیے بے قرار ہو جاؤ تو ”جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت“ پڑھ لینا۔ کبھی ٹی وی ویڈیو والے پریشان کرتے ہوں یا سیلفی باز ملاؤں کی سیلفیاں تنگ کرتی ہوں تو میری تصنیف ”ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وشرعی حکم“ کے ذریعہ ان کے آپریشن کے لیے مجھے بلالینا۔ کبھی حکومت تین طلاق کے عدم نفاذ کا قانون پاس کر کے تمہیں قوانین شرعیہ سے دور رکھنے کی کوشش کرے تو میرے پاس چلے آنا اور ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“ پڑھ کر اپنے ایمان کی حفاظت کر لینا۔ اگر قیامت میں میری رفاقت مقصود ہو ”آثار قیامت“ پڑھ لینا۔ الغرض جب تمہیں مجھ سے ملنے کا من کرے تو میری کتابوں کے ذریعے مجھ سے مل لینا۔ یا میری ان تحریروں کے ذریعہ مجھ سے ملاقات کر لینا جو گاہے بگاہے دعائیہ کلمات، تقریظ تقدیم، تصدیق کی شکل میں اہل سنت کے نامور و مشاہیر علما و مشائخ کی کتابوں کے لیے میں نے لکھی تھیں۔ مختلف کتابیں اگر خریدنا مشکل ہو اور میری متفرق تقریظات وغیرہا یکجا حاصل کرنا ہو تو میرے مرید صادق، لائق، فائق محمد دانش احمد اختر القادری سلمہ اللہ القوی سے رابطہ کر کے ان کی مرتب کردہ کتاب ”نگارشات تاج الشریعہ“ حاصل کر لینا اور پھر ان متفرق تحریروں کے ذریعہ مجھ سے مختلف انداز میں ملاقات کرتے رہنا۔ اور ان کے لیے دعائیں بھی کرنا کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ مذہب ومسلک کو فروغ عطا فرمائے۔ ان کو میری نایاب ، علمی، قیمتی، تحریروں کو مرتب کرنے اور انہیں شائع کرنے پر اللہ انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ انہیں ہر محاذ پر مولیٰ کامیاب فرمائے۔ اور ان کی کاوشوں کو قبول فرما کر انہیں دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عصر حاضر میں جہاں ہر گاؤں ہر قصبہ ہر شہر بلکہ بلا مبالغہ ہر محلہ میں نااہل عالم، مفتی، مناظر، خطیب، فقیہ، صوفی اور پیر پائے جا رہے ہوں ۔ کفر واسلام کی سرحد سے الگ دنیا بسانے کی دعوت دینے والوں کو داعی اسلام کہا جارہا ہو۔ ایسے نازک ماحول میں اصلی و جعلی، حق و باطل اور صحیح وغلط کے مابین خط امتیاز کھینچنے والی کسی ایسی شخصیت کی زمانہ ضرورت محسوس کرتا ہے۔ جسے دیکھ کر پڑھ کر سن کر آئینہ قلب صیقل ہو جائے۔ اور بے ساختہ زبان پر نکلے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جس کی پاکیزہ فکر کی خوشبو سے باطل کی مسموم ہوائیں معطر فضاؤں میں تبدیل ہو جائیں۔
جس کی مدبرانہ کارگزاریوں سے گم گشتہ راہ متاثر ہو کر راہ ہدایت پاتے نظر آئیں۔
جس کے مزاج میں اپنوں کے لیے نرمی اور دشمنان خدا اور سول کے لیے شدت کا عنصر وافر مقدار میں پایا جاتا ہو۔ جس کی زبان اپنوں کے لیے دعائیں کرتی ہو اور گستاخان رسالت کے لیے سزاؤں کی طلب گار ہو۔ جس کی گفتگو سے بگڑے ہوئے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جائے۔ جس کے قلم کی سیاہی سیاہ قلوب کو سفیدی میں بدل دے۔ جس کے قلم کی نوک، دشمنان دین کے لیے خنجر خونخوار کا کام کرے۔ جس کی تحریر اپنوں کی تسکین قلب کا سامان بنے اور گم راہوں کے لیے نشان منزل قرار پائے۔
جس کی سیرت مصطفی کریم ﷺ کی سیرت کی آئینہ دار ہو۔ جو شریعت کی پاسداری میں گھر، خاندان، اعزہ، اقربا، احباب، رشتہ دار، تلامذہ، خلفا، کسی کا لحاظ ملحوظ نہ رکھے۔

جو خلاف شرع امور کے مرتکبین کے ساتھ کسی طرح کی رواداری کا روادار نہ ہو۔ جو اغیار کی دشنام طرازیوں، اپنوں کی طعنہ انگیزیوں، حاسدین کی الزام تراشیوں اور دنیاوی، سیاسی، سماجی، بلاؤں سے بے پرواہ اور بے فکر ہو کر بس یہی کہتا ہو ؎

مجھے کیا فکر ہو اختر مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو خود میری گرفتار بلا کر دیں

موجودہ دور میں ان صفات محمودہ کی حامل شخصیت کو زمانہ،
وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ، مفتی اختر رضا خان ازہری دامت معالیہم کے حوالے سے جانتا ہے۔
جو ناموس رسالت کا سچا محافظ ہے۔ جو مذہب و مسلک کا بے لوث ناشر ہے۔ جو حق و صداقت کا بے باک علمبردار ہے۔ جو اپنوں کے لیے اخلاق و اخلاص کا پیکر اور دشمنان خدا اور سول کے لیے شمشیر برہنہ ہے۔
جس نے اپنا ایک ایک لمحہ خدمت دین مصطفی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔
جس نے اپنی مکمل زندگی نام مصطفی کے نام وقف کر دی ہو۔ اور زمانے کو بتا دیا ہو کہ ؎

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے　　　زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے　　　جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے

جس نے زمانہ بھر حضور اعلیٰ حضرت کے مشن پاک

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

پر خوب عمل کیا ہو۔
جس نے اپنے جد کریم کے پڑھائے ہوئے سبق
گستاخ رسول کوئی بھی خواہ کتنا بھی قریبی ہو اسے اپنی زندگی سے اس طرح نکال پھینک دے

جیسے مکھی کو دودھ سے نکالا جاتا ہے۔ پر خود بھی عمل کیا اور اپنے معتقدین کو بھی حکم دیا ہو کہ

نبی سے جو ہو بے گانہ اسے دل سے جدا کر دے

پدر مادر برادر جان ومال ان پر فدا کر دے

زیر نظر کتاب ''سوانح تاج الشریعہ'' انہیں کے پاکیزہ احوال، پر مشتمل ہے۔ کتاب کیا ہے بلکہ حضرت کی سیرت پاک کا ایک مصطفی مجلی آئینہ ہے۔ جس میں قاری کو حضرت کا عکس نظر آئے گا۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ قاری پڑھتے ہوئے یہ محسوس کرے گا وہ کتاب نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ حضرت کی بارگاہ میں موجود رہ کر حضرت کو بذات خود ملاحظہ کر رہا ہے۔

کتاب میں تاج الشریعہ دام ظلہ کی سیرت کے مبارک گوشوں ،اوران کی خدمات کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا تفصیل کے لیے دفتر کے دفتر ناکافی ہیں۔

مرتب موصوف حضرت مفتی یونس صاحب دام ظلہ ایک نامور، قد آور شخصیت ہیں ان کے تعارف کے لیے نام کے علاوہ مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں ہے۔ موصوف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات مبارکہ کے سلسلے میں جو سعی فرمائی ہے اس پر موصوف یقیناً لائق مبارکباد ہیں۔

اللہ پاک موصوف کی اس تحقیقی قیمتی کاوش کو مقبول انام فرمائے۔ اور حضرت موصوف کو اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ اور حضور تاج الشریعہ کے فیوض وبرکات سے موصوف کو بھی اور ہم غلاموں کو بھی مستفیض فرمائے۔ اور حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

[سوانح تاج الشریعہ ص۲۴۵تا۲۴۸]

مطبوعات نعیمی

ہند و پاک سے شائع ہونے والی مصنف کی اب تک کی مطبوعات

شمار	اسمائے کتب	صفحات
۱	سیرت رسول عربی ﷺ تاریخ کے آئینے میں	۴۶
۲	انبیائے کرام گناہ سے پاک، اعلیٰ حضرت (تخریج وغیرہ)	۲۴
۳	دفع الحمامہ عن احادیث العمامہ (احادیث عمامہ پر شبہات کا ازالہ)	۹۲
۴	معراج المؤمنین	۳۱
۵	رکعات نماز کا ثبوت احادیث نبوی اور فقہ حنفی کے آئینے میں	۱۱۹
۶	حق کی پہچان، صدر الافاضل (تخریج وغیرہ)	۳۱
۷	فیضان رحمت، صدر الافاضل (تخریج وغیرہ)	۱۶۸
۸	مقالات صدر الافاضل	۶۰۸
۹	مکاتیب صدر الافاضل	۲۴۸

ڈاک سے کتابیں منگانے کے لیے پہلے صفحہ پر دئے گئے موبائل اور وہاٹس ایپ نمبر سے رابطہ کریں۔

مرشدِ برحق حضورتاج الشریعہ قدست اسرارھم کی حیات و خدمات کے حوالے سے
ملک کے مختلف رسائل و کتب میں شائع شدہ مُصنّف کے چند مضامین کا مجموعہ

حیاتِ تاجُ الشریعہ کے تابندہ نقوش

از قلم
مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء، مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور، اتراکھنڈ

تقریظ منیر

شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد عسجد رضا خاں صاحب دامت معالیھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ کی حیات اور کارناموں سے متعلق چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں اور رسائل منظر عام پر آئے اور پہلے عرس کے موقع پر ہندو بیرون ہند سے بہت سی کتابیں، رسائل اور نمبرات اشاعت کو تیار ہیں۔

زیر نظر رسالہ ''حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو حضرت مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی زیدمجدہ نے تحریر کیا، موصوف جماعت اہلِ سنت کے ایک باصلاحیت اور ذمہ دار مفتی ہیں اور ایک عرصہ سے نوری دارالافتاء کاشی پور میں لوگوں کی دینی رہنمائی اور مسلک اہلِ سنت مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمت دین کو قبول فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ اکرم التسلیم۔

محمد عسجد رضا قادری غفرلہ
بریلی شریف
۹؍شوال المکرم ۱۴۴۰ھ

المکتبۃ الازہریۃ فیض آباد
AL-MAKTABA AL-AZHARIYA
Farooqi Market, 51 Mughalpura, Haidarganj Road
Distt. Faizabad, U.P. Pin No.: 224001 (India)
Mob. : 8318177138